

(75)



سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی



مباحثات

دوشنبہ - ۹ دسمبر ۱۹۶۴ء

| صفحہ | موضوعات | نمبر شمار |
|------|---|-----------|
| ۱ | تلاوت کلام پاک و ترجمہ | ۱ |
| ۲ | نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات | ۲ |
| ۳۱ | مسٹر محمود خان اچکزئی کی جانب سے پیش کی گئی تحریک التواء پر اسپیکر کا فیصلہ | ۳ |
| ۳۲ | مسودہ قانون مغربی پاکستان مرٹرو سینٹر کا بلوچستان زرعی مسودہ قانون ۱۹۶۴ء | ۴ |
| ۳۵ | تحریک التواء مسٹر محمود خان اچکزئی کی طرف سے پیش کی جانے والی تحریک التواء کے تحت تین تیرہ ترقیاتی کمیٹیوں پر رپورٹس کی مہینہ برادریاں اور تشدد - پر عام بحث | ۵ |

شمارہ پنجم (۵)



جلد پنجم

ممبران جنہوں نے اجلاس میں شرکت کی

- | | |
|-------------------------|------|
| میر احمد نواز خان بگٹی | (۱) |
| مس فضیلہ عالیانی | (۲) |
| نواب عزت بخش خان بریلوی | (۳) |
| جام میر غلام قادر خان | (۴) |
| مسٹر محمود خان اچکزئی | (۵) |
| مولوی محمد حسن شاہ | (۶) |
| میر قادر بخش بلوچ | (۷) |
| میر صابر علی بلوچ | (۸) |
| میاں سیف اللہ خان پلوچہ | (۹) |
| مولوی صالح محمد | (۱۰) |
| میر شاہنواز خان شالیانی | (۱۱) |

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز دو شنبہ مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۷۹ء

زیستدارتہ اجلاس اسپیکر سردار محمد خان پارو زئی
صبح ساڑھے دس بجے شروع ہوا

تلاوت قرآن پاک وترجمہ از قاری سید افتخار احمد کاظمی

اعوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

مَا كُنْتُمْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نَسِيْمَانِ تَرْجِيْمِيْنَ مَتَلٰهَا اَوْ مَثَلًا اَمْ كُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ
اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَاٰلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيْمُ ۝
(سورۃ البقرۃ ۲- آیت ۱۰۶ تا ۱۰۷)

(پارا ۱۳)

ہم جس کلمہ کو منور کر دیتے ہیں، یا بھلا دیتے ہیں، تو کوئی اس سے بہتر ہی، یعنی وقت
درمیان، بدلے ہوئے حالات کے، زیادہ مطابقتی (یا مناسبتی) اس کے لے آتے ہیں۔ کیا آپ کو خبر
ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، کیا آپ کو خبر ہے کہ اللہ ہی کے لئے سلطنت، آسمانوں، اور
زمین کی ہے۔ اور اللہ کے سوا کوئی تمہارا پارو مددگار نہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

مسٹر اسپیکر۔ وقفہ سوالات۔ مسٹر محمود خان

پتہ ۱۱۔ مسٹر محمود خان اچکزئی

کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی اسمبلی کے قیام کے وقت حکومت نے ارکان اسمبلی کے رہنے کے لئے ہدیہ ٹاؤس میں انتظام کیا تھا۔ اور یہ بھی حکم دیا کہ ان سے وہی کرایہ لیا جائے گا۔ جو ان سرکاری ملازموں سے لیا جاتا ہے جو دوسرے پر کوٹہ آتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اب حکومت رکھ کر انتظامیہ نے ہدیہ ٹاؤس کے قریب قریب تمام کمرے سرکاری ملازموں کو الاٹ کر دیئے ہیں۔ اور ارکان اسمبلی جب کوٹہ میٹنگ کے لئے بھی آتے ہیں تو ان کو حج نہیں ملتی۔

(ج) ہدیہ ٹاؤس میں کرایہ کے لئے کتنے کمرے ہیں اور ان کا کرایہ کیسے لیا گیا ہے۔

(د) ان کمروں میں اس وقت کون کون انسر رہتے ہیں۔ اور کب سے اور کون کتنا کرایہ دیتا ہے۔ جو انٹرویو میں رہتے ہیں کیا ان کو حکومت کی طرف سے ایڈا (SUBSIDY) بھی ملتی ہے۔ اگر ملتی ہے تو ہر ایک کو کتنی ملتی ہے اور اس امداد کو مد نظر رکھ کر انہیں ہدیہ ٹاؤس کی سائٹس کتنے روپیہ ماہوار پر ڈالی ہے۔

(ه) کیا یہ حقیقت ہے کہ ان امراں کو ہدیہ ٹاؤس میں بجلی فریجنر اور سروس کے لئے ملازم معاف ملتے ہیں۔

(ط) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس طرح سرکاری ملازمین بہت کم کرایہ پر رہتے ہیں اور ان سے سخاوت کا ٹپا فیصلہ اور بجلی وغیرہ کا خرچہ جو کہ عام طور پر سرکاری ملازمین سے لیا جاتا ہے نہیں لیا جاتا۔

(ع) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس طرح ہدیہ کو بھی کافی نقصان ہوتا ہے۔ اور کیا حکومت ہدیہ کو یہ نقصان بردہا کرتی ہے۔

(ف) حکومت نے ارکان اسمبلی کے رہنے کا کیا انتظام کیا ہے؟

مبہینہ

قائد ایوان (جام میر غلام قادر خان)

واقعہ حقیقت اس قدر ہے کہ سیکرٹری صوبائی اسمبلی کی چھٹی ستمبر ۱۹۵۷ء / اپریل ڈی ۷/ پی۔ اے بی مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۷ء / بنام گورنر کوٹہ ڈویژن کے ذریعہ پہلی بار بلدیہ ہاؤس میں ممبران صوبائی اسمبلی کے تمام کے لئے رجوع کیا گیا تھا۔ اس ضمن میں لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کوٹہ کے حکم نمبر ۵۶۰ (دل جی) / ۵۷-۲۵ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۵۷ء کے تحت بلدیہ ہاؤس میں عدنان اسمبلی تمام بذریعہ ممبران صوبائی اسمبلی کو ۵۰ فیصد کی وہ رعایت منظور کی گئی۔ جو سرکاری افسران کو ڈیوٹی کرپس حاصل تھا۔

(ب) اس وقت بلدیہ ہاؤس کے ٹیس کرہ حالت ڈاؤن اور ۲۰ سنگل (میں سے ۲ اگروں) ڈبل اور ۱۰ سنگل (میں سے ۲) خروجر کا دفتر قائم ہے۔ کیونکہ بلدیہ کی اصلی عمارت صوبائی اسمبلی کو دی ہوئی ہے لہذا ۱۲ اگروں میں سے ۱۲ اگروں میں سرکاری ملازمین (افسران و عملہ) رہائش پذیر ہیں۔ فرسٹ لف ہذا ملاحظہ فرمائیں۔

بقایا سنگل ۲ اگروں میں سے ایک کرہ میں مستقلاً پاکستان میبل ڈویژن کا ایک کمرہ میں رہتا ہے۔ دوسرے ایک کمرہ میں انڈس ایسوسی ایشن کنٹینٹ کا ایک آدمی رہتا ہے۔ یہ فرم بلدیہ کی سیر پیم اکیڈمی کے لئے ٹھیکیدار ہے اور تیسرا کمرہ سٹراڈز عالیانی نے کرایہ پر لیا ہے۔ اس طرح صرف ایک کرہ ایسا ہے جو خالی رہ کر کسی بھی جہان کو دیا جاسکتا ہے۔ کیفیت مندرجہ بالا کی صورت میں جب بھی کوئی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی تشریف لائے۔ انہیں رہائش کی اولیت حاصل رہی۔ جگہ بالکل نہ ہونے کی صورت میں معذرت کے ساتھ چارہ کار بند تھا۔

(ج) بلدیہ ہاؤس میں کرہ حالت اور ان کا کرایہ تفصیلاً فرسٹ لف ہذا میں پیش کیا گیا ہے۔ (د) مزید کرم ملاحظہ فرمائیں فرسٹ منسکہ۔
 (د) صوبائی حکومت کے جن افسروں کو رتبہ ای ڈی (م) ملتا ہے۔ ان کے نام اور رتبہ ای ڈی کی تفصیل حسب ذیل ہے

| نمبر شمار | نام و عہدہ | تنخواہ | ادائیگی کرایہ از گروہ خورد | اور امدادی رقم سب سی ڈی |
|-----------|---------------------------------|-----------------------------|--|----------------------------|
| ۱ | مرزا ارشد بیگ سیکریٹری قانون | ۱۶۵۰/- سپیشل ہے ۲۲۰/- | تنخواہ کا رٹھے سات فیصد - ۱۵۷/- دسہ ماہوار | ۲۲۲ روپے ماہوار |

(ص) درست ہے۔ بلدیہ اڈس میں رائلٹی پذیر ہر جہان کے لئے سز پنچر بجلی دروشنا اور سروی
نزی لکرایہ میں شامل ہے۔

(ط) یہ حقیقت ہے کہ قیام پذیر اسٹران جبکہ وہ رعایتی معزز شدہ کرایہ ادا کرتے ہیں
سرکاری طور پر ساڑھے سات فیصد کی کٹوتی ان کی تنخواہ سے نہیں ہوتی اور بجلی کے اخراجات بھی ان
سے علیحدہ نہیں لئے جاتے۔ جیسا کہ جواب نمبر (ص) میں وضاحت کی گئی ہے۔ البتہ وہ اسٹران
جن کا کرایہ ان کا محکمہ ادا کرتا ہے۔ ان کی تنخواہ سے وہ محکمہ ساڑھے سات فیصد کی شرح
سے کرایہ ضرور کاٹ لیتا ہے۔

(ع) یہ حقیقت ہے کہ بلدیہ کو موجودہ صورت حال میں اسٹران کو کرایہ کی رعایت کی وجہ سے
سے سالانہ اوسطاً تیس ہزار روپے کا خسارہ ہوتا ہے۔ لیکن حکومت نے چونکہ کوئی
امداد (سب سی ڈی) مہیا نہیں کی ہے۔ تاہم صوبائی حکومت نے حال ہی میں فیصلہ کیا
ہے۔ کہ بلدیہ کو اس کا پورا کرایہ ادا کیا جائے اور اسٹران متعلقہ سے قواعد کے مطابق ان کی
تنخواہ ساڑھے سات فیصد کٹوتی کی جائے، اور بقایا رقم حکومت کا محکمہ متعلقہ ادا کرے۔

(ف) فی الحال ارکان اسمبلی کے رہنے کا انتظام کرنے کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا ہے۔ البتہ صوبائی
اسمبلی بلڈنگ سے منتقلی کی۔ اینڈ ہوسٹل پراجیکٹ ڈیزائن کے مرحلے میں ہے اور امید ہے کہ اگلے
مالی سال میں اس پر کام شروع ہو جائے گا۔ اور ہوسٹل مکمل ہونے کے بعد رہنے کا انتظام ہو سکے
گا۔

تفصیل فرسٹ بلدیہ ہاؤس
گروہ سب ات۔ نام و رٹائرمنٹ کنٹریکٹ
مقررہ کرایہ و رخصت ایسی کرایہ وغیرہ

| کنٹریکٹ | کنٹریکٹ کی نشاندہی | کنٹریکٹ کی تاریخ | مقررہ | مقررہ کنٹریکٹ | کرایہ | مقررہ | مقررہ | مقررہ |
|---------|--------------------|------------------|----------------|---------------|----------|-------|-------|-------|
| کنٹریکٹ | کنٹریکٹ کی نشاندہی | کنٹریکٹ کی تاریخ | مقررہ | مقررہ کنٹریکٹ | کرایہ | مقررہ | مقررہ | مقررہ |
| ۱ | ۱۰۵۱ | ۱۲/۱۱-۷۳ | سیکریٹری قانون | ۳۶۱۰ | ۱۲/۱۱-۷۳ | ۱۲۱ | ۱۲۱ | ۱۰۵۱ |
| ۲ | ۱۲۱ | ۱۲-۱۱-۷۳ | سیکریٹری قانون | ۷۲۱ | ۱۲-۱۱-۷۳ | ۲۲۱ | ۲۲۱ | ۱۲۱ |
| ۳ | ۱۵ | ۱۲-۱۱-۷۳ | سیکریٹری قانون | ۷۲۱ | ۱۲-۱۱-۷۳ | ۲۲۱ | ۲۲۱ | ۱۵ |
| ۴ | ۱۶ | ۱۲-۱۱-۷۳ | سیکریٹری قانون | ۷۲۱ | ۱۲-۱۱-۷۳ | ۲۲۱ | ۲۲۱ | ۱۶ |
| ۵ | ۱۷ | ۱۲-۱۱-۷۳ | سیکریٹری قانون | ۷۲۱ | ۱۲-۱۱-۷۳ | ۲۲۱ | ۲۲۱ | ۱۷ |
| ۶ | ۱۸ | ۱۲-۱۱-۷۳ | سیکریٹری قانون | ۷۲۱ | ۱۲-۱۱-۷۳ | ۲۲۱ | ۲۲۱ | ۱۸ |
| ۷ | ۱۹ | ۱۲-۱۱-۷۳ | سیکریٹری قانون | ۷۲۱ | ۱۲-۱۱-۷۳ | ۲۲۱ | ۲۲۱ | ۱۹ |
| ۸ | ۲۰ | ۱۲-۱۱-۷۳ | سیکریٹری قانون | ۷۲۱ | ۱۲-۱۱-۷۳ | ۲۲۱ | ۲۲۱ | ۲۰ |

| کیفیت | تعمیرات | کلیہ رقبہ | تاریخ اجراء | مدرسہ | اساتذہ | کراسیہ | بیمہ | تعمیرات | بیشمار |
|-------|---------|-----------|-----------------------|-----------------------|--------|--------|------|---------|--------|
| - | ۳۲۰/۰ | ۹-۰-۰۰ | گورنمنٹ گورنمنٹ | مستر انور علی خان | ۳۲۰/۰ | ۱۲۰ | سنگل | ۲۱ | ۹ |
| - | ۳۲۰/۰ | ۸-۵-۰۰ | گورنمنٹ لاہور | میسٹر فیصل بی بی ایف | ۳۲۰/۰ | ۱۲۰ | سنگل | ۲۲ | ۱۰ |
| ۱۸۰/۰ | ۱۸۰/۰ | ۲۰-۹-۰۰ | اسسٹنٹ چیف پانک | مستر ادراس | ۳۲۰/۰ | ۱۲۰ | سنگل | ۲۳ | ۱۱ |
| - | ۳۲۰/۰ | ۱-۱۱-۰۰ | گورنمنٹ پاکستان ٹی وی | قاضی اکبر خان | ۳۲۰/۰ | ۱۲۰ | سنگل | ۲۴ | ۱۲ |
| ۱۸۰/۰ | ۱۸۰/۰ | ۲۸-۰۰-۰۰ | ڈپٹی مینسٹر ہاؤسنگ | مستر طاہر نسیم | ۳۲۰/۰ | ۱۲ | سنگل | ۲۵ | ۱۳ |
| - | ۰ | ۵-۱۰-۰۰ | ڈپٹی مینسٹر | مستر علی حسین قادری | ۰ | ۲۲ | ڈبل | ۲۶ | ۱۴ |
| - | ۰ | ۰-۹-۰۰ | ڈپٹی مینسٹر | مستر سعید عثمان | ۰ | ۲۲ | ڈبل | ۲۷ | ۱۵ |
| ۳۲۰/۰ | ۳۲۰/۰ | ۱۲-۸-۰۰ | گورنمنٹ | مستر ذوالفقار علی خان | ۳۲۰/۰ | ۲۲ | ڈبل | ۲۸ | ۱۶ |
| - | ۰ | ۰-۰-۰۰ | مستطلم ہمدیہ | مستر سید شاکت ناصر | ۰ | ۲۲ | ڈبل | ۲۹ | ۱۷ |
| ۵۲۰/۰ | ۱۸۰/۰ | ۱۹-۸-۰۰ | ایڈیشنل سیکریٹری | مستر سعید عثمان | ۰ | ۲۲ | ڈبل | ۳۰ | ۱۸ |

۴۲۲۔ میر قادر بخش بلوچ

میر شاہنوار خان شاہلانی کی طرف سے سوال نمبر ۲۲

کیا وزیر مال ازماہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
دفعہ ۱۹۵۸ اور ۱۹۵۹، ۱۹۶۰ اور ۱۹۶۱ء کے زرعی اصلاحات
میں جو زمین زمینداروں سے حاصل ہوئی ہے۔ وہ اراضی کی کتنی ہے؟ اور اس کے منبات
اور دیہات و چکوں کے نام بتائے جائیں۔
اب، جن جن زمینداروں سے زمین حاصل ہوئی ہے ان کے نام اور جن مزارعان کو تقسیم
ہوئی ہے یا ملی ہے ان کے نام بتائے جائیں۔ نیز جو حاصل شدہ اراضی ابھی تک تقسیم نہیں
ہوئی وہ کس کے قبضہ میں ہے۔ اس کی تفصیل بتلائی جائے۔

شاہلوان

دفعہ ۱۹۵۸ اور ۱۹۵۹ میں زیر مارشل لا ریگولیشن ۶۲ کل گھنٹہ ۱۸۳۳۲ ایکڑ زمین
حاصل کی گئی اور ۱۹۶۰ میں زیر مارشل لا ریگولیشن ۱۱۵ کل گھنٹہ ۳۳۳ ایکڑ زمین حاصل کی گئی
اس طرح کل اراضی ۱۸۶۶۱ ایکڑ حاصل کی گئی۔ ان زمینات کے دیہات و ضلع نبرات فہرست
دیئے گئے ہیں۔ پہلی فہرست میں مارشل لا ریگولیشن نمبر ۶ کے تحت حاصل کردہ زمینات کی تفصیل
اور دوسری فہرست میں مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۵ کے تحت حاصل کردہ زمینات کی تفصیل درج ہے
یہ گزٹوں سے نمبر اور نمبر ۲ ہیں

اب، جن جن زمینداروں سے یہ زمینات حاصل ہوئی ہیں۔ ان کے نام ان فہرستوں میں دیئے جا
چکے ہیں۔ جو حصہ الف کے جواب میں ہے۔

جن مزارعوں میں یہ زمینات تقسیم ہوئی ہیں ان کی فہرست شاہلوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
زیر مارشل لا ریگولیشن نمبر ۶ گوشوارہ نمبر ۳ زیر مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۵ گوشوارہ نمبر
جو جو زمینات ابھی تک تقسیم نہیں ہوئی ہیں۔ ان کی تفصیل گوشوارہ نمبر ۵ اور نمبر ۶ میں درج
ہوئی ہے۔ فہرست اور گوشوارہ جات شاہلوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔
ملاحظہ ہو۔ سیریل نمبر ۱۰۸۸۱ میری پوچھتاں صوبائی اسمبلی

✽ ۳۰۔ میر قادر بخش بلوچ

میر شاہنواز خان شاہلیانی کی طرف سے سوال نمبر ۳۰

کیا مذہب اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

مذہب کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل ادرستہ محمد سال رواں میں فصل خریف، شالی (چاول) کو باور
مغالب سے نقصان ہوا ہے۔

رہے، اگر جزو رالف، کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے وہاں کے ترمیزاروں اور
کاشتکاروں کا مالیہ معاف کر دیا ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو کیوں نہیں۔

قائد ایوان

رالف، اس سلسلہ میں کٹنر صاحب سہی سے رپورٹ طلب کرنی گئی ہے ابھی تک جواب موصول
نہیں ہوا ہے۔

رہے، چونکہ صرف ایک حلاقہ کے لئے عام معافی نہیں دی جاتی ہے۔ بلکہ ایسے معاملوں میں عمل
کی انتظامیہ سے رپورٹ طلب کی جاتی ہے اور جب وہاں سے رپورٹ موصول ہوگی تو اس
رپورٹ کے مطابق کل ودائی کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں مالیہ ابھی تک معاف نہیں کیا
گیا ہے۔ کٹنر سہی سے رپورٹ موصول ہونے پر مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

میر قادر بخش بلوچ

کیا جام صاحب یہ بتائیں گے کہ انہوں نے کن کن ڈپٹی کمشنروں اور کٹنروں کو لکھا ہے؟

قائد ایوان

بلوچستان کے تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کو اس سلسلہ میں لکھا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے ان علاقوں
کا جہان پر بارشیں نہیں ہوئی ہیں جا کہ جائزہ لیں اور تفصیلی رپورٹ حکومت کو پیش کریں۔

میر قادر بخش بلوچ

اس کا جواب کب تک اس ہاؤس کو بتایا جائے گا؟

قائد ایوان

جناب والا! امید ہے کہ اس کی رپورٹ جلد ہی پیش جائے گی اور ہم اس کا تفسیر بھی ملکر دیں گے۔

میر قادر بخش بلوچ

جام صاحب! یہ جواب قطعی مبہم ہے۔ کیونکہ اگر آپ تاریخ اور دن کا نام نہیں بتا سکتے تو کم از کم وہ مہینہ ہی بتادیں کہ کب رپورٹ موصول ہو جائے گی

قائد ایوان

جناب اس سلسلہ میں کوئی قطعی تاریخ نہیں بتائی جاسکتی۔ جیسا کہ معزز ممبر کو بھی معلوم ہے وہ اپنے مکالمہ کو ہی دیکھیں۔ وہاں سے جواب پہنچنے پہنچنے ہی دس پندرہ دن لگ جاتے ہیں۔

میر قادر بخش بلوچ

جناب والا! دس پندرہ دن نہ سہی ایک مہینہ ہی لگا بیٹھے (مداخلت)

Leader of the House : The Government will take action, as early as possible.

Mir Qadir Bux Baluch : But when it will be possible.

جام صاحب مذاخ مواصلاں موجود ہیں۔ ٹیلیفون ہیں دائر لیس کے پیغام جا سکتے ہیں۔ برقی تاریخ بھی جا سکتے ہیں۔ پھر تو اس میں دو تین مہینوں سے زیادہ نہیں لگنے چاہئیں۔

Leader of the House : Sir, I dont think so if it will take time of two months or three months, as stated by the honourable member and my friend.

I will try my best and the Government will try its utmost to decide the problem as early as possible which may be between ten and fifteen days. It will not be two months.

۴۲۲۔ میر قادر بخش بلوچ

میر شاہنواز خان شاہ پلانی کی طرف سے سوال نمبر ۴۲۲

کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
 (الف) کیا حکومت کو علم ہے کہ سب ڈویژن نصیر آباد کی مردم شماری ۴۲-۱۹۶۱ء کے وقت مقامی حکومت
 کے کارندوں نے وہاں کی آبادی کو حقیقی تعداد سے کم دکھایا اور اس پر وہاں کے لوگوں نے
 اعتراض بھی کیا
 (ب) اگر جزد (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس سلسلے میں کیا اقدام کئے ہیں؟

قائد ایوان

(الف) ماضی میں حکومت (ریکارڈنگ گورنمنٹ) کے علم میں ایسی کوئی اطلاع نہیں ہے کہ سب ڈویژن نصیر آباد
 کی مردم شماری ۴۲-۱۹۶۱ء کے وقت حکومت بلوچستان کے کارندوں نے وہاں کی آبادی کو حقیقی
 تعداد سے کم دکھایا ہو۔ البتہ محل میں دو درخاستیں منہاج میر تاج محمد جمالی راجہ- امین
 (لے) اور سردار میر محمد جمالی (ساکن نصیر آباد) مردم شماری کے سلسلہ میں موصول ہوئی تھیں
 جن میں انہوں نے شکایت کی تھی کہ ان کے علاقہ کی آبادی کم دکھائی گئی ہے۔

(ب) چونکہ مردم شماری ۴۲-۱۹۶۱ء کا تمام ریکارڈ کثیر مردم شماری اسلام آباد کے پاس ہے۔ لہذا
 کثیر مردم شماری حکومت پاکستان کو متذکرہ بالا درخاست کنندگان کی شکایت سے آگاہ

۴۲۳۔ آئسنہ فضیلہ عالیانی

کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بتائیں گے کہ

- ۱۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے پچھ فیڈرل زمین کی الاٹمنٹ میں بیسٹ برمنزوں کی چھان بین کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ اگر یہ درست ہے۔
- ۲۔ تو اس کمیٹی کا کیا بنا ہے۔
- ۳۔ کیا یہ کام کر رہا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو اس کی تحقیقات کا کیا نتیجہ نکلا ہے۔

قائد ایوان

- ۱۔ یہ حقیقت ہے کہ صوبائی حکومت نے پچھ فیڈرل زمین کی الاٹمنٹ میں بیسٹ برمنزوں کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی قائم کی تھی۔
- ۲۔ بعد میں وفاقی لینڈ کمیشن کے چیئرمین کی ہدایات کے بموجب یہ کمیٹی ختم کر دی گئی تھی بلکہ اس کی جگہ ایڈیشنل چیف سکریٹری حکومت بلوچستان کو تحقیقاتی امور مقرر کیا گیا تاکہ وہ ان بیسٹ برمنزوں کی تحقیقات کریں۔
- ۳۔ چونکہ یہ کمیٹی ختم کر دی گئی ہے۔ اس لئے یہ کوئی کام نہیں کر رہا ہے۔

مس فیصلہ عالیانی

(معنی سوال) جناب والا! یہ تو صحیح ہے کہ کمیٹی کو ختم کیا گیا ہے تو کیا یہ ا۔

Additional Chief Secretary, if he is working alongwith the committee, or he is only a member who is doing this investigation ?

قائد ایوان

جناب والا جیسے میں نے کیا بتایا، چونکہ وفاقی وزیر صاحب جو کہ لینڈ کمیشن کے چیئرمین بھی ہیں۔ اس وقت انہوں نے ایسی تمام الاٹمنٹوں کو کاغذی طور سے دیا تھا لہذا۔ اس کے بعد حکومت یہ سمجھی تھی کہ یہ خود بخود اس کا کام ختم ہو جاتا ہے۔

مس فیصلہ عالیانی

میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ا۔

Additional Chief Secretary is investigating on this ?

(Interruption)

Additional Chief Secretary is only member who is investigating on this ?

(Interruption)

Leader of the House : The Government will give him some representatives to help him in this task.

Miss Fazila Aliani : When will Government give him some, I mean, other Assistants to help him in this matter ?

Leader of the House : We will appoint some one from the Public and from the M.P.As. as well.

Miss Fazila Aliani : But when ?

Leader of the House : Just after that —

Miss Fazila Aliani : And how long would that committee investigate on this and give a report.

Leader of the House : I think that the committee will be very representative and the honourable members who will be in it. I think they will not be so lazy to work on it.

میرصابر علی بلوچ

(صنعتی سوال) جناب والا! میں بھی اس سلسلے میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وزیراعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ پہلے جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس میں غالباً دو نہیں بلکہ تین M.P.As. بھی شامل تھے۔ تو اس کمیٹی کو کمن رپورٹ کی بناء پر توڑ دیا گیا تھا۔

قائد ایوان

میں نے اس کا جواب پہلے ہی دے دیا ہے۔

میرصابر علی بلوچ

جناب آغا آپ نے یہ کمیٹی دہائی دہائیوں سے بڑھ کر بتائی تھی، باعز و جماعت۔

قائد ایوان

پہلے تو یہ کہ یہ مکمل طور پر ایک صوبائی معاملہ تھا۔ اس کے لہذا شیخ رشید صاحب نے جب وہاں کا دورہ کیا تو اپنے ان اختیارات کے تحت جو کہ چیئر مین لیڈر کیشن کی حیثیت سے انہیں حاصل تھے انہوں نے تمام الاٹمنٹوں کو منسوخ کر دیا۔ اور اس طرح مزید کارروائی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

مسٹر محمود خان اچکزئی

دس مئی سال، جناب جب کمیٹی ہی قائم ہو گئی تو پھر ایڈیشنل چیف سکرٹری کی اس سلسلہ میں تحقیق کرنے کا کیا جواز ہے؟

قائد ایوان

جب بات یہ ہے کہ کمیٹی کے پورے صحت ایک ہی کام ہے اور وہ یہ کہ جہاں تک Corruption کا Anti-corruption کا معاملہ ہے۔ جیسے لوگوں نے کیا ہوا ہے کہ بعض الاٹمنٹیں پیسے دے کر کی گئی ہیں اسی پر غور کرے گی۔ اور اس لئے ہم ایڈیشنل چیف سکرٹری کے ساتھ کچھ اور نمائندے بھی معزز کریں گے۔

میر صابر علی بلوچ

عرض یہ ہے کہ اس کو دفاعی وزیر نے نامزد کیا ہے۔

قائد ایوان

جی ہاں

مسٹر صابر علی بلوچ

وہ کیا کہیں گے۔

قائد ایوان

اب الاٹ منٹ کا فیصلہ وفاقی وزیر نے کر دیا ہے اور کچھ کرپشن کے معاملات ہیں اور اس الاٹ منٹ کے کچھ امور تعینات کیا گیا تھا اور جو التامات لگائے گئے تھے کہ آیا پیسے کر الاٹ منٹ کی جے ایم ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی مدد کے لئے اپنے قومی نمائندوں کو بھی موقوفہ دیں گے تاکہ وہ مل کر اس کی تحقیقات کریں۔

مسٹر اسپیکر

دوسرا سوال

بہ: ۳۴ آئسہ فضیلہ عابیان

کیا وزیر اعلیٰ انصاف کرم بتائیں گے کہ۔

- ۱۔ جنوری ۱۹۶۴ء سے ملازمت ٹٹے دامور انتظام عامہ میں کتنے آفیسر لہار خاص (O.S.D) رہے اور کتنے کتنے عرصہ تک رہے۔ ہر ایک کیس میں تعیناتی کی تاخیر کی کیا وجوہات ہیں؟
- ۲۔ جنوری ۱۹۶۴ء سے کتنے آفیسر مرکز اور دوسرے صوبوں سے منگوائے جا چکے ہیں۔
- ۳۔ کیا وزیر اعلیٰ انصاف کرم یہ منطق واضح کریں گے کہ جب کہ کئی آفیسر دستیاب ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کئی اسامیاں خالی پرہی ہیں۔ جن پر تعیناتی نہیں ہوئی۔ جیسا کہ ڈائریکٹر محکمہ میٹریٹمنٹس ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت۔ ڈپٹی سیکرٹری محکمہ ملازمتہائے دامور انتظام عامہ۔

قائد ایوان

۱۔ جنوری ۱۹۶۴ء سے محکمہ ملازمتہائے دامور انتظام عامہ میں مزدور ذیل آفیسر لہار خاص (او۔ ایس ڈی) رہے ہیں۔

| بہ شمار | نام | ان | ت |
|---------|---------------|---------|---------|
| ۱ | مسٹر صحبت خان | ۱-۱۲-۶۳ | ۲۹-۲-۶۴ |

| پر شمار | نام | تاریخ | تاریخ |
|---------|---------------------------------|----------|----------|
| ۲ | گدہ جان محمد | ۱-۱۲-۴۳ | ۳۱-۳-۴۴ |
| ۳ | میرزا احمد خان | ۱-۱۲-۴۳ | ۱۴-۹-۴۴ |
| ۴ | میرزا اسلام بابر خان | ۱۱-۳-۴۴ | ۳۱-۳-۴۴ |
| ۵ | میرزا غلام حسین بلوچ | ۹-۳-۴۴ | ۴-۲-۴۴ |
| ۶ | میرزا عبدالعزیز لونی | ۵-۲-۴۴ | ۳۱-۳-۴۴ |
| ۷ | شیخ رشید احمد | ۱-۳-۴۴ | ۲۹-۲-۴۴ |
| ۸ | میرزا تاج محمد لہری | ۱۱-۳-۴۴ | ۱۰-۶-۴۴ |
| ۹ | میرزا عبدالجبار | ۲-۲-۴۴ | ۲۹-۶-۴۴ |
| ۱۰ | شہزادہ سلطان حامد | ۲۳-۲-۴۴ | ۸-۶-۴۴ |
| ۱۱ | میرزا عبدالرحیم خان | ۱-۵-۴۴ | ۱۰-۸-۴۴ |
| ۱۲ | میرزا نوشیر دان خان | ۱۱-۵-۴۴ | ۱۰-۶-۴۴ |
| ۱۳ | میرزا غلام رسول | ۶-۵-۴۴ | ۶-۶-۴۴ |
| ۱۴ | میرزا علی شہر بگٹی | ۳۰-۵-۴۴ | تاحال |
| ۱۵ | میرزا غلام سردار ملک | ۱۲-۶-۴۴ | ۲۰-۸-۴۴ |
| ۱۶ | میرزا علی محمد نجف | ۱-۷-۴۴ | ۳۱-۱۰-۴۴ |
| ۱۷ | میرزا ظفر محمود | ۹-۹-۴۴ | تاحال |
| ۱۸ | بیگم شہزادہ کبریٰ علیا بیگم خان | ۲۰-۵-۴۴ | ۲۳-۶-۴۴ |
| ۱۹ | صوفی احمد خان | ۲-۱۰-۴۴ | تاحال |
| ۲۰ | میرزا صحبت خان | ۲۱-۱۰-۴۴ | تاحال |
| ۲۱ | میرزا عبدالنفاذ خان | ۱-۱۲-۴۳ | تاحال |
| ۲۲ | حاجی عبدالعقیدم | ۱۱-۱۲-۴۳ | ۱۰-۵-۴۴ |
| ۲۳ | میرزا یک محمد | ۱۵-۱۰-۴۴ | ۲۵-۳-۴۴ |
| ۲۴ | میرزا علی دوست منیگی | ۳-۵-۴۴ | ۱۳-۹-۴۴ |

ان آفیسران کی تہنیتی میں تاخیر انتظامی امور کی وجہ سے ہوئی۔ کیونکہ بہا اوقات مناسبے سامیاں

خالی نہیں ہوتیں۔ اور بعض اوقات آسامیاں خالی ہوتی ہیں تو ان کے لئے موزوں آفیسران فوری طور پر میا نہیں ہوتے۔ لہذا اس طرح پیدائش (Adjustment) کرنے کے باعث بعض آفیسران کو او۔ ایس۔ ڈی تعینات کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ ان کو اپنی تنخواہ کی برآمدگی میں کوئی تکلیف نہ ہو۔

۶۔ (الحکمہ) جنوری ۱۹۶۳ء سے دوسرے صوبوں سے کوئی آفیسر منگوا یا نہیں گیا۔ البتہ مرکز سے ۱۶ آفیسر جو مرکزی سروس سے تعلق رکھتے ہیں۔ صوبہ بہا میں جب دستور بھجوانے گئے ہیں۔ (جب) علاوہ انہی اس عرصہ کے دوران محکمہ لہ لیس میں مرکز سے تین اور صوبہ پنجاب سے ۴ آفیسر آئے ہیں۔ نیز بلوچستان کنشیلری میں مرکز سے چھ آفیسر آئے ہیں۔ مختلف محکموں میں حالی آسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ محکمہ زراعت

- ۱۔ ڈائریکٹر مینجری مینٹنس ڈیپارٹمنٹ کی آسامی مورخہ ۶۲-۱۱-۱ سے خالی ہے۔ محکمہ تحفظ و مرمت مشینری میں کوئی ایسا آفیسر موجود نہیں ہے۔ جسے اس آسامی پر قواعد و ضوابط کے تحت ترقی دی جا سکے۔ فی الحال نائب معتمد زراعت کے پاس اس آسامی کا امانتی چارج ہے۔ سابقہ ناظم امداد تحفظ و مرمت مشینری بلوچستان جو کہ ڈیپویشن پر صوبہ سرحد گیا تھا۔ وہاں سے جبری طور پر ریٹائر ہونے کے بعد واپس آچکا ہے۔ اپنی تقرری کے لئے حکومت بلوچستان سے امداد چاہتا ہے اس کی امداد بھی نہیں ہو سکتی۔ علاوہ اس آسامی کو تشہیر بھی کیا گیا ہے۔
- ۲۔ علاوہ انہی محکمہ زراعت میں دو آسامیاں ڈپٹی ڈائریکٹر کی خالی ہیں۔ ایک آسامی ڈپٹی ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن کی ہے۔ جس پر چوہدری دوست محمد فائز تھا۔ چوہدری دوست محمد مورخہ ۶ اگست ۱۹۶۲ء کو لاہور میں شریک ہونے کے لئے گیا۔ اس نے میٹنگ میں شرکت کی۔ اور اس کے بعد وہاں نہیں آئے۔ حکومت بلوچستان نے اسے مورخہ یکم دسمبر ۱۹۶۲ء کو جبری طور پر ریٹائر کر دیا۔ بعد ازاں مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۶۳ء کو حکومت بلوچستان نے دوبارہ یکم دسمبر ۱۹۶۲ء سے بحال کیا مگر تاہنوز چوہدری دوست محمد ڈپٹی پر حاضر نہیں ہوا۔ اور نہ ہی اس کے متعلق کوئی اطلاع فراہم ہوئی ہے۔ ڈپٹی کنٹرولنگ آفیسر کو اس کے متعلق معلومات فراہم کرنے کے لئے لکھا ہے۔ اور ساتھ ہی محکمہ ملازمت نامہ بلوچستان میں اس کے بارے میں غور و خوض کرنا

ہے۔ کہ متعلقہ آفیسر کے خلاف کیا کارروائی کی جائے۔
 ۳۔ دوسری آسامی ڈپٹی ڈائریکٹر آکٹا ک ایڈ مارکیٹنگ کی ہے، جس پر فصاحت علی خان
 فاطمہ نقا۔ جران کی وفات کے بعد سے مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۷۳ء سے خالی ہے۔ اور بذریعہ
 حکمانہ ترقی پر کی جا رہی ہے۔ مگر ایگزیکٹو اسٹنٹس کی سنیارٹی کے نین کا مکمل تصفیہ طلب
 ہے۔ کیونکہ وہ ایگزیکٹو اسٹنٹ جو کہ ایگزیکٹو گریجویٹ ہیں۔ ان کو گریڈ ۱۶ دیا گیا ہے۔
 اور باقی تمام کو گریڈ ۱۱ دیا گیا ہے۔ حالانکہ تمام ایگزیکٹو اسٹنٹس کی فہرست تنظیم قواعد
 کے تحت بن چکی ہے۔ مگر اب وہ ایگزیکٹو اسٹنٹس جنہیں گریڈ ۱۶ دیا گیا ہے خود کو گریڈ ۱۱
 دالوں سے مقدم جانتے ہیں جو معاملہ حکومت بلوچستان کے زیر غور ہے۔ اور فیصلہ ہونے پر
 مذکورہ آسامی پر موزوں شخص کو ترقی دی جائے گی۔

۲) محکمہ آب پاشی و برقیات

حکمہ ہذا میں موجودہ وقت میں سب ڈویژن آفیسران کی گیارہ آسامیاں خالی ہو چکی ہیں۔ جن
 میں سے تین آسامیاں محکمہ ہذا کے موزوں سب انجینئروں کے لئے مخصوص ہیں۔ جن پر ان کی
 ترقی کے لئے لازمی کارروائی کی جا رہی ہے۔ اور باقی آٹھ عدد آسامیاں پہلے ہی سے مشہور
 کی جا چکی ہیں۔ جن پر موزوں اہلداروں کا چننا عمل میں لایا جائے گا۔

۳۔ محکمہ تعمیرات و مواصلات

(الف) محکمہ ہذا میں سپرنٹنڈنگ انجینئرز کی دو نئی منظور شدہ آسامیاں خالی ہیں۔ جن میں سے
 ایک تھلاث ڈویژن اور دوسری کورٹ ڈویژن کے لئے ہے۔ یہ دونوں آسامیاں ماہ مارچ ۱۹۷۴ء
 میں منظور ہوئی تھیں۔ مذکورہ آسامیوں کو پُر کرنے کے لئے سینئر ایگزیکٹو انجینئرز کے نام درکار
 محکمہ ملازمت نامہ عمومی نظم و نسق کو ارسال کئے گئے ہیں۔ ان آسامیوں کے لئے دو سپرنٹنڈنگ
 انجینئرز کے انتخاب کا مسئلہ زیر غور ہے۔ اور عنقریب طے پا جائے گا۔
 (ب) عنادہ اڑبی ڈپٹی سکریٹری کی ایک آسامی مسٹر سلطان حیدر منوی کے مرکزی حکومت میں
 ڈپٹی سیکرٹری پر جانے سے یکم اکتوبر ۱۹۷۴ء سے خالی ہوئی ہے۔ اور آسامی کو پُر کرنے
 کا مسئلہ زیر غور ہے۔

دہم، محکمہ ملازمت باء

ڈپٹی سیکریٹری محکمہ ملازمت باء و عمومی نظم و نسق کی آسانی کو پُر کرنے کا معاملہ زیرِ غور ہے۔

مس فضلہ عالیانی - صنفی سوال جناب -

سولہ انٹر جو مرکز سے تعلق رکھتے ہیں ان کا نام اور پرسنگ کہاں کی گئی ہے۔

قائد ایوان

اس کے لئے مجھے نیا نوٹس چاہیئے۔

مس فضلہ عالیانی

جناب والا کہا گیا ہے۔ کہ انٹر بکار خاص انتظامیہ کے لئے منگوائے گئے ہیں کیا یہاں کی انتظامیہ اتنا نااہل ہے کہ باہر سے آدمی منگوائے گئے۔

قائد ایوان

انتظامیہ اور نظم و نسق کی کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اور نہ ہی انٹر منگوانا کسی ایسی چیز کو ظاہر کرتا ہے، میں نے جواب دے دیا ہے۔

مس فضلہ عالیانی

جناب والا سوائے دو افراد مسٹر اسماعیل بہادر اور مسٹر محمود جو یہاں کے لوکل نہیں ہیں اور دیگر تجربہ کار ہیں۔ جبکہ اب ہمارے پاس آدمی ہیں اور ہم کہتے رہتے ہیں کہ کو الیقا ہیڈ انجینئرز کی کمی ہے۔ تو دوسرے صوبوں سے اور مرکز سے آدمی کیوں منگوائے گئے ہیں۔

قائد ایوان

دو افراد جو لسٹ میں دئے گئے ہیں۔ ان میں سے بہت سے افراد سابق گورنر اکبر بلوچ کے دور

یہ سردس سے نکالے گئے تھے۔ انصاف کی بنیاد پر اور لوکل ہونے کی بنیاد پر ان کو رکھا گیا ہے اور بجٹی صاحب نے اس لئے نکال دیا تھا کہ نااہل ہیں اور درخواست کر دیا تھا وہ بھی بلوچستانی تھے۔ ان کے حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے یہ معاملہ پیش ہے اور زیر غور ہے۔

مس فضلہ عالیہانی

آپ کے سامنے تھے۔

قائد ایوان

ایجنی طریقے سے ان کو نہیں نکالا گیا تھا۔ اور ان کو اس لئے لگا یا گیا کہ یہ اسامیاں خالی نہیں اور ان کے ساتھ انصاف سے فیصلہ کیا جائے۔

مسٹر محمود خان اچکزئی

جام صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ نا اہل تھے۔ اس لئے ڈگری سے نکال دیا گیا آپ نااہل لوگوں کو واپس رکھیں گے۔

قائد ایوان

اس کی محتمقات ہو رہی ہیں۔ اور ان کو نکالا غلط طریقے سے گیا تھا

مسٹر محمود خان اچکزئی

کیا وہ نااہل ہیں۔

قائد ایوان

ان کو نکالا غلط طریقے سے گیا تھا

مسٹر اسپیکر

آپ سمجھ نہیں ان کو نکالنے کا طریقہ غلط تھا اور اس کے لئے انہوں نے کیٹی مقرر کی ہوئی ہے

مسٹر محمود خان اچکزائی

کیا وہ اصل ہیں؟

قائد ایوان

ان کے نکالنے کا طریقہ غلط تھا۔

مسٹر محمود خان اچکزائی

ہام صاحب نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ لبا اوقات آسامیاں خالی ہوتی ہیں۔ تو ان کے لئے موزوں آفیسران ہندی طور پر مہیا نہیں ہوتے۔ تو اس سے کیا مراد ہے۔

قائد ایوان

فرین کیا کوئی ڈاکٹر ہے۔ یا سرجن ہے دوسری ٹیکنیکی آسامی ہوتی ہیں۔ لہذا مناسب قابلیت اور نسبت کو دیکھ کر تعیناتی کی جاتی ہے۔

مسٹر محمود خان اچکزائی

مناسب آسامیاں اور موزوں آفیسران سے کیا مراد ہے۔

قائد ایوان

جہاں گورنمنٹ سمجھتی ہے کہ یہ شخص کسی آسامی کے لئے موزوں ہے تو وہاں رکھا جاتا ہے۔

میر قادر بخش بلوچ

جناب والا! آسامیاں خالی پڑی ہیں کیا ان میں وہ لگ جو لگٹی صاحب نے نکال دیئے تھے۔ کیا ان کی تعیناتی بھی زیر غور آسکتی ہے۔ نئے لوگوں کو ہیں دریافت کرتا ہوں کہ کب چانس دیا جائے گا۔

قائد الیوان

جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اس مقصد کے لئے ٹرپورنل کمیٹی مقرر کی جا چکی ہے۔ اگر ان افراد کو ٹرپورنل نے مدد کیا تو وہ لازماً طور پر حصہ لے سکتے ہیں۔

میر قادر بخش بلوچ

کیا جناب یہ بتا سکیں گے کہ جو کمیٹی بہرنٹرنڈنگ انجینئر کا چناؤ کرے گی اس کے ممبران کون ہیں؟ بری مراد مجوزہ سلیکٹ کمیٹی کے ممبروں سے ہے۔

قائد الیوان

ظاہر ہے کہ متعلقہ محکمہ کا سکرٹری اس کمیٹی کا بڑا بڑا ہوگا۔ اور باقی ممبروں کے نام مجھے ابھی یاد نہیں ہیں۔ اس کے لئے معزز ممبر اگر تازہ نوٹس دیں گے تو انہیں ان کے نام بھی فراہم کر دئے جائیں گے۔

مس فضیلہ عالیانی

جناب والا! ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ SP.O.S کی ترقی کا مسئلہ زیر غور ہے انہیں تو یعنی XENS, SQOS اور اورسروں کو جلدی جلدی ترقیاں مل رہی ہیں لیکن ایک آسانی

جو کہ ۷۳-۱۱-۱۰ سے جاری ہے اور وہ Director Machinery, Maintenance Department.

کی آسانی ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان کے پاس کوئی Qualified آدمی موجود نہیں ہے۔ جسے اس پوسٹ پر لگایا جائے۔ اور ساتھ ہی جام صاحب یہ کہتے ہیں کہ انہیں لوکل لوگوں سے ہلکا ہے۔ اور وہ ان کی ترقی میں دلچسپی بھی رکھتے ہیں۔ تو جناب حنفزار میں ایک آفیسر محمد اسٹیجیائی

ہیں جو کہ Qualified آدمی ہیں۔ اور Deputy Director, Machinery

Maintenance کی حیثیت سے حنفزار میں کام کر رہے ہیں۔ وہ لوکل بلوچ بھی ہیں۔ تو میں پوچھتی ہوں۔

When this vacancy is lying for so many months, why does not the Administration or the Department concerned give promotion to

Mr Ismail and appoint him as Director there.

جہاں یہ بھی کہا گیا ہے کہ نائب معتمد محکمہ زراعت کے پاس مذکورہ آسامی کا امانتی چارج ہے تو جناب زراعت کے نائب معتمد کا نام جائیں گے ؟ اور وہ اس سلسلہ میں کیا کریں گے ہیں -

I mean, can't we promote this person who is a qualified one and is working as Deputy Director, Machinery Maintenance and the said vacancy is lying for the last few months. Why can't we promote him to this post ?

قائد ایوان

جہاں تک Promotions کا تعلق ہے اس میں ہمیشہ دو چیزیں اس ضمن میں مد نظر رکھی جاتی ہیں ایک Merit اور دوسرا Seniority گذشتہ اسٹیج میں بھی یہ قانون پاس ہو چکا ہے تو میں آنرہیل ممبر کو یقین دلانا چاہتا ہوں تو ہم نے ترقی کا تذکرہ بالا معیار رکھا ہوا ہے یعنی Seniority اور Merit معقول ہوں تو ہم چاہتے ہیں کہ ان قوانین کی رو سے صحیح طور پر لوگوں کو ترقی دی جائے

مس فضلہ عالیانی

جناب والا جہاں تک ان دونوں چیزوں کا تعلق ہے اور انہیں ایس، ڈی، او اور XENs کی Promotions کا تعلق ہے تو ان کو نہیں دیکھا جاتا کیا اس سے میں یہ اخذ کروں کہ آپ ضمن ان آدمیوں کو Promotions دینا چاہتے ہیں۔ جو آپ کے اپنے اعتماد کے آدمی ہوں جن کو اس پوسٹ پر تعینات کیا جائے

قائد ایوان

S.D.Os اور XENs کو بھی ہمیشہ سنیارٹی اور Merit کے لحاظ سے ترقی دی جاتی ہے۔ اور ہم سمجھتا ہوں کہ بغیر اس کے جو کارروائی انفرادی طور پر کی جاتی ہے۔ وہ غلط ہوتی ہے۔

مس فیصلہ عالیانی

جناب والا - پھر ایک سوال کے جواب میں ہے کہ ایک افسر جو صوبہ سرحد سے تعلق رکھتے تھے۔ انہیں وہاں سے جبری طور پر ریٹائر کر دیا گیا تھا وہ ریٹائر ہونے کے بعد وہ واپس آ چکے ہیں۔ ان کی نسبت حکومت کا کیا خیال ہے؟

قائد ایوان

اس افسر کا معاملہ زیر غور ہے حکومت Merits کے مطابق اس کے کیس کا فیصلہ کرے گی

مس فیصلہ عالیانی

جناب والا میں دریافت کرتا ہوں کہ کن Basis کن درجات کی بنا پر ان کو Retire کیا گیا تھا۔ اور پھر ایک ایسے آفیسر کو جسے اس کے اپنے صوبے سے جبری ریٹائر کر دیا گیا ہے تو پھر حکومت بلوچستان اس میں کیوں دلچسپی لے رہی ہے؟

قائد ایوان

اس کی نسبت حکومت صوبہ سرحد بہتر جان سکتی ہے۔ چونکہ اس شخص کا تعلق بلوچستان سے تھا اس لئے حکومت اس کی نوعیت کو دیکھ کر فیصلہ کرے گی۔

مس فیصلہ عالیانی

پھر ایک اور سوال کے جواب میں جناب والا کہتے ہیں کہ ایک اور آسامی عالی پڑھی ہے جس پر پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد فائز تھا۔ وہ ڈپٹی سیکرٹری ایڈمنسٹریشن تھے۔ جو دھری دوست فائز ۶ اگست ۱۹۷۲ کو لاہور میں تھیں، ہیں شریک ہونے کے لئے گئے اور اس کے بعد واپس نہیں آئے۔ کیا ان سے بہتر آدمی آپ کو نہیں مل سکتا تھا۔

قائد ایوان

Whatever action is desired to be taken, it will be taken.

مس فضیلہ عالیانی

کیا ان کو بطور ایڈیشنل سیکرٹری تعینات نہیں کیا جاسکتا۔

قائد ایوان

مجھے بڑا افسوس ہے کہ معزز ممبر پوشیار بھی ہیں اور سبھی دار بھی ان کو معلوم نہیں کہ سیکرٹری کا معنی موجودگی میں ایڈیشنل سیکرٹری بطور سیکرٹری کے کام کرتا ہے اور ان کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔

مس فضیلہ عالیانی

کیا آئینہ دوزر اعلیٰ فرائض گے

مسٹر اسپیکر

آپ اور کسی کو بھی متنی سوال پر چھنے دیں آپ نے تو Cross Examination شروع کر دیا

قائد ایوان

ایڈیشنل چیف سیکرٹری بھی ایک Competent انٹرپرائز ہے جو کہ کافی old اور (Senior) ہوتا ہے۔

میر صابر علی بلوچ

جناب والا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مسٹر کھوسہ سروس کا آدمی ہے وہ ڈپٹی ڈائریکٹر مینٹیننس Maintenance ہے جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے اس کے خزانہ سروس میں انکوائری پر رہی ہے۔ اس امر کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔

قائد ایوان

مجھے معلوم ہوا ہے کہ انکوائری ہو رہی ہے۔ لیکن جہاں تک بلوچستان کا سروس کا تعلق ہے

ترتیب ہمیشہ Seniority پر ہوتی ہے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا جس سے یہ مراد لی جائے
کہ سرگوشہ کو Promotion دی گئی ہے۔

میرصابر علی بلوچ

جناب والا! ان کا اپنا جواب یہ ہے کہ۔

He is holding the additional charge.

Leader of the House : Yes, I said this, till his substitute comes.

میرصابر علی بلوچ

عام صاحب۔ میرا پوچھنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ واقعی وہ سندھ سرگوشہ سے تعلق رکھتے ہیں؟

قائد ایوان

ایسے تو بہت سے افراد ہیں جو سندھ کے ہیں۔ بعض سرحد کے ہیں۔

میرصابر علی بلوچ

کیا آپ کو بلوچستان میں کوئی معقول آدمی نظر نہیں آیا؟

قائد ایوان

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اگر بلوچستان میں ایسا کوئی بھی معقول شخص جو اس سٹیج پر
معیار پر پورا اترتا ہو تو حکومت فطری طور پر مزدور اس کی نیناق پر غور کرے گی۔

مسٹر محمود خان اچکزئی

میں ایسے تین آدمیوں کے نام بتا سکتا ہوں جو بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں۔

Leader of the House : think, the Minister for Food and Agriculture will look into it.

میرصابر علی بلوچ

جناب دالا! میں درخواست کرتا ہوں کہ وزیر متعلقہ اس کا جواب دیں۔

مسٹر اسپیکر

لیکن یہ سوال تو وزیر اعلیٰ صاحب سے متعلق ہے۔
(مداخلت)

Leader of the House : Sir, this matter is under the consideration of the Finance and Agriculture Minister. I can assure the House that he will give due and proper consideration on this subject.

میرصابر علی بلوچ

کیا جام صاحب اس بات کی یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ہمارے صوبہ میں ایسے افسر موجود ہیں جو سینئر ہیں تو ایسی صورت میں صوبہ بلوچستان کے آفسروں کو ترقی دیدی جائے گی۔ اور دیگر صوبوں کے افراد کو مجرا دیا جائے گا۔
(مداخلت)

قائد ایوان

جی ہاں۔ مجھے امید ہے کہ وزیر زراعت اس معاملہ میں ہر چیز کو صحیح نقطہ نظر سے دیکھیں گے ان کا فیصلہ انصاف پر مبنی ہوگا۔

وزیر زراعت

جناب میں آپ کو تفصیلی جواب فراہم کر دوں گا

مسٹر محمود خان اچکزئی

(صنعتی سوال) سوال کے جواب الف میں درج ہے کہ "عکس لہذا میں سپرنٹنڈنگ انجینئر کی
دستی منظور شدہ اسامیاں موجود ہیں۔۔۔۔۔ اور میرے خیال میں جام صاحب کے علم
میں ہو گا یہ Technical ادارے ہیں۔ کیا آپ یہ بتا سکیں گے اس کے لئے جو کئی تفصیلات
دی گئی ہے۔ جو ان اسامیوں پر انتخاب کرے گی۔ آیا ان میں کوئی Technical بھی
ہی ہے؟

قائد ایوان

بلاشبہ۔ حکمہ کے سیکریٹری Technical آدمی ہیں۔

میر صابر علی بلوچ

(صنعتی سوال) جناب! جام صاحب نے ایک پگڑی ملازم کو بھیج دیا ہے (Communication and
Works Department) میں پگڑی XEN کی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے حکمہ ملازمتی طور پر
تو میں پوچھتا ہوں۔ جام صاحب سنیاری کا جو معیار رکھا گیا ہے۔ کیا
اس میں ملازمت کی میعاد (Length of service) کو دیکھا جاتا ہے یا
Qualifications کو بھی مد نظر رکھا جاتا ہے؟ یعنی قابلیت رکھنے والے اشخاص پر بھی غور کیا جا سکتا ہے؟
مثلاً۔ ایک XEN ہیں۔ کیا جاتا ہے کہ موصوفت ۱۹۳۲ میں پڑتائیں SDO تھے اگر اس میں
کو دیکھا جائے تو سب سے زیادہ پگڑی ہیں لیکن ان کی تنیم کا یہ حال ہے کہ وہ سسٹم جماعت میں پاس
نہیں ہیں

راؤنڈ۔ آپ کے دوست۔ تہتہ

قائد ایوان

جناب والا! جب سلیکشن کمیٹی کے پاس تمام اس قسم کے معاملات پیش ہوتے ہیں تو
فہم ان سب پر موزا بط و قواعد کے مطابق۔ ایسے افراد کو منتخب کرتی ہے اور پھر

یہ معاملہ بینک سروس کیشن کے سلسلے میں پیش ہوتا ہے۔ تاکہ اس کی Clearance کیجئے

میر صابر علی بلوچ

عام صاحب کیجئے کے لوگ کون ہوتے ہیں؟

مسٹر اسپیکر

اب چونکہ وقفہ سوالات ختم ہو رہا ہے اس لئے اب اگلا سوال پڑھا جائے۔

۴۳۵۔ آئسہ فضیلہ عالیانی

کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بتائیں گے کہ

- ۱۔ سرکاری ملازموں کو سرکاری رہائشی مکانات الاٹ کرنے کا کیا طریقہ کار ہے؟
- ۲۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ کئی سرکاری ملازموں کو باقاعدہ طریقہ کار کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سرکاری مکانات ان کی ہدی کے بغیر الاٹ کئے گئے ہیں۔

قائد ایوان

۱۔ سرکاری ملازمین کو سرکاری مکانات الاٹ کرنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے درخواست دہندہ کا نام سینیئر رجسٹر میں درج کیا جاتا ہے اور ٹاؤس الاٹمنٹ کمیٹی جو کہ سرکاری طور پر تشکیل دی گئی ہے۔ سینیئر کو مد نظر رکھ کر الاٹمنٹ کے احکامات جاری کرتی ہے۔

۲۔ جی نہیں۔ الاٹمنٹ باقاعدہ قانونی طور پر بازرگیہ ٹاؤس الاٹمنٹ کمیٹی کی حاتی ہے۔ اس میں کوئی غیر قانونیت نہیں برتی جاتی۔ البتہ پچھلی حکومت کے دور میں کئی ایک مکانات ناجائز طور پر الاٹ کئے گئے تھے۔

مس فضیلہ عالیانی

(معنی سوال) جناب دالا، کیا یہ حقیقت ہے کہ سابق ڈپٹی کمشنر کوٹہ مسٹر غلام سرور ملک

صاحب نے ڈپٹی کمشنر ہاؤس خالی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ جب تک انہیں کوئی دوسرا
 مکان Out of turn الاٹ نہیں کر دیا جاتا۔ پھر کیا انہیں کوئی مکان Out of turn
 الاٹ کر دیا گیا تھا؟

(مداخلت)

مسٹر اسپیکر

ممبر حضرات کو اس طرح نہیں کرنا چاہیے۔ کم از کم انہیں ایوان کے تقدس کو مد نظر رکھنا
 چاہیے۔

قائد ایوان

میں اس کا جواب دے چکا ہوں۔

مس فیصلہ عالیانی

جناب والا! میں یہ پوچھ رہی ہوں۔ Was he allotted a House out of turn?

قائد ایوان

میں نے آپ کے سوالات کے جوابات میں اظہار کر دیا ہے۔ اور وہ واضح ہے۔

مسٹر اسپیکر

مگر وہ ضمنی سوال لگے ہوئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ کیا ملک عظام سرور سانی ڈپٹی کمشنر کو کوئی
 مکان Out of turn الاٹ ہوا ہے؟ اس کا جواب ہاں یا نہ میں ہونا چاہیے۔

قائد ایوان

میں نے تو جواب دے دیا ہے جناب

مسٹر اسپیکر

اس میں تو صرف آپ نے قاعدہ بنا دیا ہے۔ کہ مکالموں کی الاٹمنٹ سنیارٹی کی بنیاد پر ہوا کرتی ہے۔ جبکہ ضمنی سوال ہے کہ آیا آپ نے ملک غلام سرور کو مکان

Out of turn

الاٹ کیا ہے؟
قائد ایوان

بہنیں جناب Out of turn نہیں ملا

میر قادر بخش بلوچ

(ضمنی سوال) ہانکل جناب ملک غلام سرور کو مکان Out of turn ملا ہے اور سنیارٹی ریٹر کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ عرصہ سے یہ کہا تھا کہ جب تک ابھیں کوئی اور مکان نہیں دے دیا جاتا وہ اس مکان کو خالی نہیں کریں گے۔

قائد ایوان

میرے معزز ممبر کی یہ اطلاع صحیح نہیں ہے اور مکان ریٹر Out of turn الاٹ نہیں کیا گیا۔ بلکہ صاحب نے جن کے نام الاٹمنٹ ہونا تھی حودا پنا نام واپس لے لیا اور ان کی جگہ ملک غلام سرور کو وہی مکان دے دیا گیا۔

مسٹر محمود خان

(ضمنی سوال) جناب جام صاحب فرماتے ہیں کہ الاٹمنٹ سنیارٹی کی بنیادوں پر ہوا کرتی ہے لیکن ابھی تک ایک ایڈیشنل سیکریٹری صاحب ملک حبیب اللہ صاحب ہدیہ ٹاؤن میں کمرہ نمبر ۱۸ میں رہائش پذیر ہیں۔ میں پوچھ سکتا ہوں کہ ابھی تک ان کو مکان کیوں نہیں دیا گیا جبکہ وہ بھی بہت پرانے سرکاری ملازم ہیں اور بورڈ سے آدی ہیں۔ ذرائع کی طرف دیکھیں تو سہی آیا ملک غلام سرور صاحب سینئر ہیں یا یہ صاحب سینئر ہیں۔

قائد الیوان

سوال تو یہ ہے کہ جب ایک ڈپٹی کمشنر کا تقریر کیا جاتا ہے تو اس کے لئے لفظی ہوتا ہے۔

مسٹر محمود خان اچکزئی

(دفاعی حق) جناب جب انہوں نے وی سی۔ کوئٹہ کا چارج چھوڑ دیا تب ان کو بنگلہ

قائد الیوان

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ جس شخص کو پہلے بنگلہ ملتا تھا۔ اس نے ملک غلام سرور کے حق میں اپنا نام دلایا ہے، لیا۔ اس طرح بنگلہ انکو مل گیا
(مداخلت)

تحریک التواء

مسٹر اسپیکر

سوالات ختم ہو گئے اب تحریک التواء ہیں۔ میں نے مسٹر محمود خان کی تحریک التواء پر جو کہ پولیس کی مبینہ اذیت رسانی اور تشدد سے متعلق تھی۔ اپنا فیصلہ آج ملک کے لئے محفوظ رکھتا پولیس کی اذیت رسانی اور تشدد کے بارے میں جو واقعہ کی رپورٹ اسمبلی کو دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ کافی سنگین ہے اور بلوچستان کے مخصوص معاشرتی حالات کے پیش نظر یہ بہت بڑا سنگین کامیاب معاملہ ہے لہذا میں اس کو باقاعدہ قرار دیتا ہوں اب جو حضرات اس تحریک التواء پر بحث کے حق میں ہوں۔ برائے مہربانی اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔ (چار حضرات کھڑے ہو گئے) چونکہ تحریک التواء پر بحث کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔

قائد الیوان

جناب کس طرح اجازت مل گئی۔ صرف چار حضرات کھڑے ہوئے ہیں۔

مسٹر اسپیکر

جام صاحب میں قاعدہ انضباط کار کی کتاب سے آپ کو تاگڑہ نمبر ۱۲، پتھر کوٹنا ہوں۔

(2) If less than one-sixth of the total membership of the Assembly rises the Speaker shall inform the Member that he has not the leave of the Assembly, but if such membership rises, the Speaker shall announce that leave is granted and the motion will be taken up as the last time for discussion for not more than two hours on such day as soon as possible within three days after the leave is granted as the Speaker may fix.

اب چونکہ بلوچستان اسمبلی کھڑے ہوئے تھے اس لئے اجازت مل گئی۔ کیا اب آپ مطمئن ہیں۔

قائد ایوان

ٹھیک ہے بحث ہو جائے۔

مسٹر اسپیکر

اس کے لئے دو گھنٹے کا وقت درکار ہو گا۔ آج اجلاس ملتوی ہونے سے پہلے اس پر دو گھنٹے بحث کی جائے گی۔ اس پر بحثہ سناڑے بلورہ بجے سے شروع ہو گی۔ آگاہی ہو گی۔

مسٹر اسپیکر۔ اب قانون سازی کا کام ہو گا۔ وزیر متعلقہ اپنی تحریک پیش کریں۔

قائد ایوان

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

معزلی پاکستان موٹو و ہیکلز کا بلوچستان شیمی موڈہ قانون معدوم ۱۹۷۱ء کو فی الفور لایا جائے۔

مسٹر اسپیکر

تحریک یہ ہے کہ

مغربی پاکستان موٹروہیکلز کا بلوچستان ترمیمی مسودہ قانون صدر ۱۹۷۱ء کو فی الفور ریٹرنڈ لایا جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر

اب مسودہ قانون کلاز وار لیا جائے گا

کلاز ۲

سوال یہ ہے کہ

کلاز ۲ مسودہ قانون ہذا کا حصہ تصور کیا جائے
(تحریک منظور کی گئی)

کلاز ۳

مسٹر اسپیکر

سوال یہ ہے کہ

کلاز ۳ مسودہ قانون ہذا کا حصہ تصور کیا جائے
(تحریک منظور کی گئی)

کلاز ۴

مسٹر اسپیکر

سوال یہ ہے کہ

کلاز ۴ مسودہ قانون ہذا کا حصہ تصور کیا جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

کلاز ۵

مسٹر اسپیکر

سوال یہ ہے کہ

کلازہ مسودہ قانون بذا کا حصہ منظور کیا جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

تمہید

مسٹر اسپیکر

سوال یہ ہے کہ

تمہید مسودہ قانون بذا کی تمہید منظور کی جائے
(تحریک منظور کی گئی)

مختصر عنوان۔ وسعت و آغاز نفاذ

مسٹر اسپیکر

سوال یہ ہے کہ

مختصر عنوان۔ وسعت و آغاز نفاذ مسودہ قانون بذا کا مختصر عنوان وسعت و آغاز نفاذ منظور
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر

دوسری تحریک پیش کریں۔

قائد ایوان

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

مغربی پاکستان موٹروں سیکلز کا بلوچستان ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۲ء منظور کیا جائے۔

مسٹر اسپیکر

تحریک یہ ہے کہ۔

مغربی پاکستان موٹروں سیکلز کا بلوچستان ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۲ء کو منظور کیا جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر

مسودہ قانون منظور ہوا

اب ہاؤس کی کاروائی پہلے بلجے تک ملتوی کی جاتی ہے (ہاؤس کی کاروائی ۲۵ - ۱۱ پر ملتوی ہو گئی اور دوبارہ بارہ بجکر ۵۳ منٹ پر زیر صدارت چکر سردار محمد خان ہارون نے مشورع پوری تحریک التوا پر بحث

مسٹر اسپیکر

پہلے محمد خان بولیں گے اس کے بعد باقی صاحبان

مسٹر محمد خان اچکزئی

جناب والائیں اپنی تحریک پر کچھ بولنے سے پہلے حزب اختلاف کے ارکان کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنی ذمہ داریاں سمجھتے ہوئے میرا ساتھ دیا۔ مجھے دکھا اس بات کا ہے کہ میرے وہ ساتھی جو ہر وقت اس اسمبلی میں جمہوریت کا ڈھنڈو پیٹتے ہیں۔ جو ہر وقت عوام کی باتیں کرتے ہیں۔ انہوں نے صرف اس لئے میرا ساتھ نہیں دیا کہ ایک تحریک التوا سرکاری پنجوں سے سرکاری پنجوں کے خلاف آئی تھی۔ میری ان ساتھیوں سے گزارش ہے کہ سرکاری پنجوں پر بیٹھنے کا یہ مطلب نہیں کہ جو بھی بات خلاف قانون ہوگی جو بات عوام کے خلاف ہوگی تو ہم اس کی حمایت کریں گے۔ جہاں تک میری تحریک التوا کا تعلق ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ میری کسی شخص کے ساتھ دشمنی تھی کسی پارٹی کے ساتھ دشمنی یا یہ کہ ہم کسی پارٹی کو بدم کرنا چاہتے ہیں بلکہ یہ تو ایسا مسئلہ تھا جو میرے خیال میں حزب اختلاف کو مل کر کرنا چاہیے تھا۔ بہر حال یہ ان کی اپنی مرضی ہے۔ میری تحریک جناب مالابولیس کی ان زیادتیوں سے متعلق ہے جن کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے لیکن مجھے اس ایوان کے تقدس کا خیال تھا مجھے اس ایوان کی عزت کا خیال تھا جو ہم پر لازم ہے تو میں سارا واقعہ اس ایوان میں نہیں کہہ سکتا میں نے کسی حد تک ہدرا ذکر اپنی تحریک التوا میں کیا ہے میں کوشش کروں گا کہ میں ان الفاظ میں وہ واقعہ بیان کروں۔ جس سے اس ایوان کا تقدس برقرار رہے اور اس کے

ساتھ ہی ساتھ میں اپنی ذمہ داریاں پوری کر سکوں۔ جناب والا سب سے بڑی غلطی تو یہ ہوئی کہ
 جلیقی جہالتیہ اور عبدالحکیم یہ تین اشخاص تھے۔ کہ جن کو پولیس نے مارا۔ وہ بالکل ہمارے نہیں نکل
 سکتے تھے کہ وہ کسی کے ساتھ بات بھی کر سکیں وہ سہی آئی لے کے تندی تھے۔ قائد آباد پولیس
 اسٹیشن میں ان کو مارا۔ اگر وہ لوگ مرنے پر ہی اکتفا کر لیتے تو شاید میں یہ اہمی تحریک التوا اسمبلی
 میں نہ لاتا مجھے امنوس سے کہتا پڑتا ہے کہ ان تینوں سے نامہ سلوک کیا گیا ہے۔ اور ان کی عزت
 نفس کو بچھڑا کر کیا گیا۔ ان کی آبرو کو خراب کیا گیا ہے ان کے ساتھ ہر وہ ظلم روا رکھا گیا
 جو میں اس ایوان میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں جو کہ میں اس
 ایوان کے تقدس کو برقرار رکھتے ہوئے استعمال کر سکوں۔ نہ مسلم ان پولیس والوں نے ایسے کتے
 کیس کے سہول گے کتے لوگوں کو بے عزت کیا ہوگا۔ یہ تو ایک ایسا کیس ہے ملزم میرے
 گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ ان کی جوتنگ پہنچ تھی وہ میرے پاس آئے اور صاف صاف کہہ
 دیا کہ ہمارے ساتھ یہ ظلم روا رکھا گیا۔ جو میں اس ایوان میں نہیں کہنا چاہتا۔ میری تو اپنے
 اس ایوان کے ساتھیوں سے ایک التوا اور گزارش ہے کہ میرے ساتھ دنیا کے کسی بھی معاشرے
 میں دنیا کے کبھی بھی شہر میں دنیا کی کسی بھی حکومت میں بلکہ دنیا کے کسی بھی کوئی انسان
 سکھ کا سائنس اس وقت تک نہیں لے سکتا اور کوئی بھی انسان اپنے آپ کو ایک آزاد ملک کا
 آزاد شہری اس وقت تک تصور نہیں کر سکتا جب تک قانون کے محافظ اپنی ذمہ داریاں
 پھری نہیں کرتے۔ آپ دنا اندازہ لگائیں کہ اگر ہمارے قانون کے محافظ ہی قانون کی دھیال
 اڑاتے پھریں اور قانون کو نہ مانیں تو پھر ہمارے اس ملک کا ہمارے اس معاشرے کا اور
 ہماری اس حکومت کا کیا حال ہوگا؟ میری اپنے ان ساتھیوں سے صرف یہی گزارش ہے کہ آپ
 نے اس اسمبلی کا ممبر ہونے سے پہلے ایک حلف اٹھایا ہے۔ شاید انہیں اس حلف نامے کے
 الفاظ بھول گئے ہوں گے۔ میں ان کو صرف ان کا حلف نامہ یاد دلاتا ہوں کہ اس اسمبلی کے حلف
 کی حیثیت سے ان پر جو ذمہ داریاں عائد ہوئی ہیں۔ آپ کے توسط سے میں پاکستان
 کے آئین کی کنٹری میں سے وہ حلف نامہ پڑھ کر سنا تا ہوں۔ جناب اسلامی جمہوریہ پاکستان
 کے آئین میں جو حلف نامہ لکھا گیا ہے وہ یہ ہے۔

میں بہ حیثیت رکن صوبائی اسمبلی اپنے ذرائع و کاروائے منصبی، اپنا مذری اپنی انتہائی
 صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین اور قانون کو اسمبلی کے قواعد

کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خود مختاری سالمیت استقامت بہبود اور خوش حالی کی خاطر انجام
 دوں گا "میرا اُن سے صرف ایک سوال ہے صرف ایک انتہا ہے۔ کہ کیا ہمارا قانون پولیسوں
 کو ہر اجازت دیتا ہے وہ کسی شخص کی بے عزتی کریں یہ ہمارا قانون اُنہیں۔ اس بات کی بھی
 اجازت دیتا ہے کہ ایک ایسے تھانے کے پولیس والے جن کے پاس کوئی مجرم قیدی نہ ہو
 اس کو ماریں اور بے عزتی کریں۔ جناب اسپیکر اُن کی اس قدر بے عزتی ہوئی جو میں
 بیان نہیں کر سکتا۔ میں اُن سے یہی گزارش کرتا ہوں کہ جب اس اسمبلی کے ممبر منتخب ہو
 تو آپ نے ایک حلف اٹھایا ہے۔ آپ نے عوام سے ایک وعدہ کیا ہے اُس وعدے
 کے سامنے نہ تو حزب اقتدار والوں کو حائل ہونا چاہیے۔ اور نہ ہی کسی بڑی لاپٹ
 اور کسی اور چیز کو حائل ہونا چاہیے۔ میں نے اس تحریک کو صحت اس لئے پیش کیا کہ
 میں اسے اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں۔ ہمارے ملک کے قانون کے محافظ اگر اس قسم کے
 ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیں اگر وہ لوگوں کی بے عزتی کرنا شروع کر دیں۔
 تو اس ملک کا کیا حال ہوگا۔ اس ملک میں جنگ کا قانون ہوگا۔ جو جتنا بڑا بد معاش
 ہوگا جو جتنا زیادہ لوگوں کو مار سکتا ہوگا اور جو بھی جتنا بڑا ڈاکو ہوگا۔ اسے ہی کی حاکمیت
 ہوگی۔ اس صوبے پر۔ اُس کی حاکمیت ہمارے معاشرے پر بھی قائم رہے گی۔ اور ایک اور
 بات کی گزارش بھی اپنے عزیز ساتھیوں سے کروں گا۔ کہ حکومتیں بدلتی رہتی ہیں۔ حکومتیں کبھی
 بھی مستقل نہیں ہوا کرتیں۔ کہ بس خدا کے گھر سے حکم آجاتا ہے کہ حکومت تم ہی نے کرنی
 ہے ہو سکتا ہے کہ کل یہ حکومت ڈٹ جائے۔ ہو سکتا ہے کہ کل میرے یہ ساتھی حزب اختلاف
 کانسٹوں پر بیٹھے ہوئے نظر آئیں۔ میں اُن سے یہ ضرور کہوں گا کہ اگر آج آپ
 غاموش رہے۔ اگر آج آپ نے اپنے ان قانون کے محافظوں کو نہیں سمجھایا۔ اور اگر آج
 آپ قانون کے محافظوں کو یہ حکم نہ دیں گے کہ جہاں تم نے قانون کی حد کو کراس نہیں کرنا
 ہے تو کل اگر وہ حزب اختلاف میں گئے اور اُن کے ساتھ ایسی زیادتیاں روا رکھی گئیں
 ان کی بے عزتی کی جائے اور ان کے ساتھ غلط طریقے سے برتاؤ کیا جاتا رہا تو اُن کے پاس
 اس اسمبلی میں کہنے کے لئے کیا جواز ہوگا۔ وہ اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے قائد ایوان کو
 اور حزب اقتدار کے ارکان کو جواہا کیا دلیلیں دیں گے۔
 وہ یہ دلیلیں تو دیں گے اور ہمارے ساتھیوں کو یہ کہہ سکیں گے کہ فلاں تھانے کے پولیس

والوں نے یہ کیا تھا اور آپ خاموش رہے فلاں پولیس وائے نے یہ کیا تھا اور آپ خاموش رہے۔ اس لئے ہم بھی اب خاموش ہیں۔ میری امن سے یہ گزارش ہے کہ حذر نہ کرے کل یہ سخت وقت ایسی ہے عزتی کا وقت۔ آپ پر بھی آسکتا ہے یہ آپ کی ذمہ داریاں ہیں اور یہ آپ پر لازم ہے کہ آپ قانون کی بالادستی کو قائم رکھیں۔ اگر ہم اس سٹہ میں اپنے اس صوبے میں قانون کی بالادستی کو قائم نہ رکھ سکے تو میرے خیال میں اس حالت میں میرے لئے میرے ان ساتھیوں کے لئے میرے دوستوں کے لئے حکومت کرنے کا کوئی جواز نہیں ہوگا۔ میں اپنے پولیس والوں کی کچھ اور زیادتیوں کے متعلق آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا۔ پانچ تاریخ کی رات کو ہمارے قانون کے محافظ کیا کرتے ہیں؟ مجھے معاف کیجئے۔ کہ اس تاریخ کو سٹی پولیس سٹیشن میں چھ آدمی لے جائے جاتے ہیں۔ ان کے نام ہیں عبدالغنی عبدالحمید، عبدالعلی پانڈخان، عبدالکبیر اور عبدالوکیل، چار آدمی تو ہم کسین حملوث ہیں اور باقی شاید کئی جرم میں پکڑے گئے ہیں۔ جناب والا، کسی ذاتی دشمنی کی بنا پر یا شاید کوئی ایسا واقعہ تھا جو ان کو اپنے رستے سے ہٹانا چاہتا تھا۔ انہوں نے شہر میں حملہ نہ کیا۔ اسی میں زہر ملا دیا ہے اور پھر وہ حملہ سٹی تھانے پہنچ جاتا ہے اور اس طرح ان چھ قیدیوں کو کھلا دیا جاتا ہے۔ جناب والا، دسمبر کی شام پونے پانچ بجے یہ واقعہ سٹی پولیس سٹیشن میں وقوع پذیر ہوا پھر کچھ بھڑکے پھر قیدی بے پوش ہو گئے سات بجے ان کو سول ہسپتال پہنچایا گیا اور ابھی تک یہ لوگ زیر علاج ہیں۔ ان کی جان تو بچ گئی یہ ایک معجزہ ہے کہ ان کو بر وقت امداد پہنچ چکی تھی۔ لیکن اپنے ساتھیوں سے میرا شکوہ ہے بلکہ اعتراض ہے کہ قیدی جو کہ قانون کے دائرے کے اندر آپ کے سٹی تھانے میں بند تھے۔ ان کے پاس زہر ملا ہوا حملہ کیسے پہنچا؟ صاف ظاہر ہے کہ آپ کے قانون کے محافظ پانچ یا دس روپے کے لئے سب کچھ کر گزرتے ہیں

جناب والا! اگر یہ چھ آدمی تھانے میں مرجاتے اور ان کی جان چلی جاتی۔ تو اس حکومت کے پاس اس کا کیا جواز موجود ہوتا؟ جناب والا پھر بھی اس غلط کام کو روکنے کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ اس پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ اخبارات کو ٹیلیفون کئے گئے کہ فلاں اخبار والو۔ اگر یہ خبر کل منہار سے اخبار میں چھاپی گئی تو تمہاری دھیماں اڑادی جائیں گی۔ تمہارے اشتہارات بند کر دیئے جائیں گے وغیرہ وغیرہ خدا کا فضل ہے کہ ان کی نظر سے ایک اخبار بچ گیا ہے

اگر میں اس اخبار کا نام نہ لوں تو بہتر رہے گا۔ شاید اس اخبار کو پولیس کا ٹیلیفون نہیں گیا۔
(آوازیں نام بتائیے)

جناب یہ آپ کا اخبار "اعتماد" ہے میں خبر پڑھتا ہوں، "محوالات میں چھ قیدی بے ہوش ہو گئے۔"

کوٹہ ۵ دسمبر آج جوالات میں اچانک چھ قیدی بے ہوش ہو گئے قیدیوں کو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ واقعات کے مطابق آج جب مذکورہ قیدی کھانا کھا رہے تھے تو اچانک ایک قیدی بے ہوش ہو گیا۔ قریب بیٹھا ہوا ایک اور قیدی بھی بے ہوش ہو گیا۔ جو کھانا کھا رہا تھا قیدیوں کو سول ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ جہاں ان کی حالت بہتر تائی جاتی ہے۔"

جناب والا! یہ وہ اخبار تھا جو پولیس کی نظروں سے بچ گیا۔ میں اس پولیس آفیسر کا نام بھی بتا سکتا ہوں لیکن مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ کہ میں کسی کا نام لوں کہ فلاں نے یہ کام کیا ہے۔ آپ اخبار والوں سے پوچھ سکتے ہیں۔ ہمارے وزیر ہما علی صاحب پوچھ سکتے ہیں۔ ہمارے حزب اختلاف کے ارکان پوچھ سکتے ہیں، ہر اخبار کے پاس یہ ٹیلیفون گیا ہے کہ فلاں خبر نہ چھاپیں ورنہ تمہارا یہ ہوگا۔۔۔۔۔ میری یہ گزارش ہے اپنے ساتھیوں سے میرا یہ مشورہ ہے ان کے لئے کہ جہاں پولیس کی آزادی کو ختم مت کریں۔ جب میرے یہ ساتھی حزب اختلاف کے بچوں پر بیٹھے ہوئے تھے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ بی۔ ایس۔ او کے نائزوں کی بڑی اچھی طرح خبر لیتے تھے اور بتاتے تھے کہ ہم نے فلاں اخبار پر حملہ کیا۔ پولیس کی آزادی کو نقصان پہنچا ہے جمہوریت تباہ ہو گئی ہے میری ان سے گزارش ہے کہ یہ وقت کلی بھی آسکتا ہے کل آپ یہ چاہیں گے کہ مشرق فلاں خبر چھاپے مگر وہ نہیں چھاپے گا۔ کیونکہ اب آپ نے اس کی بنیاد رکھ دی ہے آپ پولیس کی آزادی پر یقین رکھیں، آپ تنقید کو برداشت کریں، حواہ وہ حزب اختلاف کی طرف سے ہو۔ حواہ وہ آپ کے کسی حاشی کی جانب سے ہو۔

جناب والا! تیسری بات جو پولیس کی بے انصافیوں سے متعلق ہے کہ حکومت پاکستان مندرجہ ذیل رجسٹریشن کے تحت یہ شناختی کارڈ کے فارم ہیں جو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ پولیس والوں نے اور ہمارے نوکر شاہی کے چند ساتھیوں نے اسے اتنا مشکل بنا دیا ہے۔ جبکہ مرکزی حکومت نے اس میں صاف طعنہ لکھا ہے۔ اور ہر تصدیق کرنے والے کے لئے ہدایت کی گئی ہے اگر آپ اہل ذہن ہیں تو میں پڑھوں۔

جناب والا! "اس فارم کی تصدیق مندرجہ ذیل افراد جو درخواست کنندہ کو ذاتی طور پر جانتے ہوں اس علاقے سے تعلق رکھتے ہوں کر سکتے ہیں۔ اگر وہ درخواست کنندہ کو ذاتی طور پر نہ جانتے ہوں تو علاقہ کے کسی یا اثر شخص کی ذمہ داری پر جو درخواست کنندہ کو جانتا ہو۔ نام کی تصدیق کر سکتا ہے" جن میں۔ ممبران سینٹ قومی و صوبائی اسمبلی، و لوکل باڈیز تمام گزٹڈ آفیسران سرج اور سول افواج کے افسران تمام سرکاری ڈاکٹر تمام پولیس افسران بچے لے۔ ایس۔ آئی سیوی افسران ڈاک خانہ محلات کے افسران بچ ڈاکٹر تمام ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ ماسٹریں صاحبان کالجوں کے پرنسپل اور لیکچرار"۔ مطلب یہ کہ حکومت نے نو شناختی کارڈ دینے کے لئے یہ شرائط رکھی ہیں۔

جناب والا! صرف کوٹہ۔ پشین کے ضلع جس کا مجھے علم ہے اور اس کے خلاف میں فیصلہ عالیا نے پچھلی نشست میں ایک تحریک التوا بھی پیش کی تھی۔ لیکن اب ای۔ اے۔ سی صاحب فرماتے ہیں کہ ان کے پاس اب آرڈر ہیں کہ جس وقت تک ہر ایک شخص اپنی مزد جائیداد مہیا نہیں کرے گا۔ جب تک ہر ایک شخص دوسرے کی ہزست میں اپنا نمبر نہیں بتائے گا اور جب تک ہر ایک شخص اپنے ماشن کارڈ کا نمبر نہیں بتائے گا۔ اور جب تک ای۔ اے۔ سی صاحب اس کو دستخط نہ کریں گے شناختی کارڈ مہیا نہیں کئے جاسکتے۔

جناب والا! اس طرح عوام میں بے اطمینانی کا پھیلنا یقیناً لازمی بات ہے۔ پولیس والے بھی یہی فرماتے ہیں کہ جب تک مجسٹریٹ کا دستخط نہ ہوگا۔ چاہے۔ ممبران قومی و صوبائی اسمبلی کے دستخط ہوں۔ ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے۔ اس کا نتیجہ لازمی طور پر یہی ہوگا۔ کہ جب کوئی آدمی پٹواری کے پاس جائے گا۔ کہ بھائی میری جائیداد کی مزد ہنا کردہ تو خواہ مخواہ اسے کچھ نہ کچھ دینا پڑے گا۔ اسے ہنس سمجھ لیں یا سٹائی یا جو بھی کچھ سمجھ جائے۔ ہمارے ضلع کوٹہ پشین کی آبادی تقریباً ساڑھے چار لاکھ ہے۔ ان تمام افراد کے شناختی کارڈ ای۔ اے۔ سی صاحب خود جاری کریں گے۔ آپ ذرا اندازہ لگائیں کہ اس طریقے سے لوگوں کو شناختی کارڈ کیسے دی جاسکتے ہیں۔ جبکہ وفاقی حکومت نے اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں کی ہے۔

جناب والا! آپ خود اندازہ لگائیں کہ ان تمام لوگوں کو شناختی کارڈ کیسے جاری ہو سکتا ہے اور اس کے لئے مرکزی حکومت نے تو اتنا تک کہ دیا ہے کہ اس چیز کی تصدیق ایک پوسٹ میں بھی کر سکتا ہے اور شناختی کارڈ جاری ہو سکتا ہے صوبہ میں بلوچ علاقوں کا تو مجھے پتہ نہیں ہے مگر پشتون علاقوں کے لوگوں کو اس کے لئے خاص کر تنگ کیا جا رہا ہے۔ ہم اس کے

بالکل مخالف نہیں ہیں۔ آپ بے شک افغانستان کے لوگوں کو پاسپورٹ نہ جاری کریں۔ اور ہم اس کے حق میں ہیں کہ افغانستان کے لوگ یہاں نہیں آنا چاہئیں۔ لیکن افغانستان کے لوگوں کا جوم کارڈ پشٹون علاقوں پر کیوں ہے۔ کارڈ پر ہیڈ ماسٹر تصدیق کرتا ہے تو پھر بھی شامی کارڈ جاری نہیں کیا جاتا ایسا آخر کیوں ہے۔ میں یہ روٹوڈا اور پلے میں والوں کی کچھ یہ کارروائی تھی۔ جو میں بیان کرنا چاہتا تھا۔ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ اور تقریر ختم کرنے سے پہلے ایک بار پھر میں اپنے ساتھیوں سے کہوں گا کہ عوام کی خدمت کریں۔ اور قازن کی حکمرانی ہونی چاہیے۔ ورنہ حکومت میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

وزیر مالیات - سر دارغوث بخش ریسانی

جناب والا۔ میں ایک عرض کرتا ہوں کہ منرز ممبران کو تقریر کے لئے وقت بانٹ دیا جائے

مشراپیکر۔

ہر مقرر کے لئے تقریر کا وقت پندرہ منٹ ہے۔

میر قادر بخش بلوچ

جناب والا۔ جناب محمود صاحب نے جو تقریر کی ہے بڑی اچھی کی ہے۔ مگر مجھے اٹنوس اور غصہ آتا ہے کہ انہوں نے اس معاملہ کو حد سے بڑھا چڑھا کر بیان کیا اگر یہ معاملہ جام صاحب سے کہہ دیتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ جام صاحب ان کی تسلی نہ کر دیتے اور اس معاملہ کی اس طرح سے پوری تحقیقات بھی کر دیتے۔ پھر ان کی تسلی بھی ہو جاتی لیکن محمود صاحب نے اس چیز کو اور بڑھایا اس کو تحریک التوا بنا کر اسمبلی میں پیش کر دیا اور بہ نسبت اس معاملہ کے اس میں اپنی دیگر نجشیں بھی یہاں پر بیان کر دیں محمود صاحب نے یہ بتایا کہ پولیس کے زیر حراست لوگوں پر ظلم ہوا ہے انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ لوگ ڈاکو تھے ممکن ہے وہ ڈاکو ہوں انہوں نے کچھ نہیں بتایا اور ماں ایک چیز میں ضرور کہتا ہوں کہ ہم اس چیز کے حق میں نہیں ہیں کہ ایک پولیس ہارٹی حملے اور ان لوگوں پر تشدد کے جو ان کی حراست میں ہی نہ ہوں۔ لیکن ان کو یہ ضرور بتا دینا چاہیے تھا۔ یہ ملزم کس بنا پر پکڑے گئے اور ان پر کیا الزام تھے اور کیا یہ بیچ ہو سکتا ہے

کہ ان کو اتنی جلد پکڑ کر معیبت میں ڈال دیا گیا ہو اور اگر یہ معاملہ اس شدید نوعیت کا تھا تو..... آپ بات کریں۔ محمود خان صاحب کہتے ہیں کہ یہ لوگ میرے گاؤں کے تھے اور میرے پاس آئے اور گھر پر مجھے تھام لیا۔ نیز محمود خان نے ہی ان کی ضمانت داخل کر دی۔ اور اگر کوئی ایسی بات سمجھی تو محمود صاحب کو ٹاک کر کے پاس ہی جانا چاہیے اور اس معاملہ کو کورٹ میں بھی جانا چاہیے۔

مسٹر محمود خان اچکزئی۔

کورٹ میں چلا گیا ہے۔

میر قادر بخش بلوچ

میں اس کو منظور نہیں کرتا ہوں شاید اسمبلی میں ایسے کرنے سے بول دیا ہو۔

قائد ایوان

پوائنٹ آف آرڈر سر! جناب معزز ممبر نے کہا ہے کہ یہ معاملہ عدالت کے سپرد کیا جا چکا ہے تو میں یہ بل جھٹا جاتا ہوں کہ جب ایک مسئلہ عدالت میں زیر غور ہے۔ کیا اس پر اسمبلی میں ہی پر بحث ہو سکتی ہے۔

مسٹر اسپیکر

حام صاحب اس تحریک پر اعزاز من بھی آپ نے کیا تھا اس وقت آپ نے یہ نہ کہا کہ معاملہ عدالت میں گیا ہوا ہے اب آپ کس بنا پر کہتے ہیں کہ یہ معاملہ عدالت میں پیش ہو چکا ہے

مسٹر محمود خان اچکزئی

بہری ساری باتیں ٹھیک ہیں۔

(شور)

مسٹر اسپیکر

مسٹر محمود اب کئی تقریر نہیں کر رہا ہے

قائد ایوان

جب ایک عزیز ممبر ساری بچوں سے تقریر کر رہے تھے تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ یہ معاملہ عدالت میں پیش کیا جا چکا ہے۔

مسٹر اسپیکر

اپنے مسٹر محمود خان کی تقریر کے بعد فوراً اعتراض کیوں نہیں کیا اب جبکہ دوسرے ممبر تقریر کر چکے ہیں۔
(آواز آسمانی کا ریکارڈ دیکھ لیں)

مسٹر اسپیکر

مسٹر محمود صاحب آپ نے کیا کہا ہے۔

مسٹر محمود خان اچکزئی

میں نے ساری باتیں ٹھیک ہی ہیں ٹھیک ہی۔
(سٹور)

قائد ایوان

کیا آپ نے ابھی نہیں کہا کہ یہ معاملہ عدالت میں پیش ہو چکا ہے۔

مسٹر اسپیکر

محمود خان کی اس بات کو میں نہیں مانتا مجھے معلوم ہے کہ یہ معاملہ عدالت میں پیش نہیں ہے۔

قادر بخش بلوچ

جناب والا۔ میں محمود صاحب کی اس بات کو نہیں ماننا۔ شاید اس نے آپ کو غلط اطلاع دیا جو معزز ممبر کو یہ بھی بتا دینا چاہیے تھا اور کہیں کی نوعیت کا انہیں پورا پتہ بھی تھا اور اگر معاملہ واقعی عدالت میں پیش تھا تو انہیں یہاں پر نہیں لانا چاہیے تھا۔ انہوں نے پولیس کو بھی بلوث کرنے کی کوشش کی اور اس ماؤس ...

مسٹر محمود خان اچکزئی

جس وقت میں نے یہ تحریک التنا پیش کی اور اس کے بعد اس کی منظوری تک اور جب آپ نے فیصلہ محفوظ رکھا اس وقت تک ملتے ہیں نہ بتائیں اس کا ذمہ دار ہوں۔

مسٹر اسپیکر

میں نے اس پر رولنگ دے دی ہے۔

میر قادر بخش بلوچ

مسٹر محمود کی وضاحت کرنے سے کام نہیں چلے گا۔ وہ ابھی کہہ چکے ہیں کہ اب معاملہ عدالت کے زیر غور ہے۔ ان کو یہ مان لینا چاہیے کہ انہوں نے غلطی کی ہے۔ ہاں پولیس والے اچھے بھی ہوتے ہیں۔ برے بھی ہوتے ہیں ماننا ہوں اور جیسا کہ آپ نے اس کی مذمت کی ہے میں بھی اس کی مذمت کرتا ہوں۔ پولیس کو زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔ جب ایک آدمی حکومت اور پولیس کی تحویل میں ہوتا ہے تو حکومت اس کی حفاظت کی پوری ذمہ دار ہوتی ہے اور ان کو پورا تحفظ ملنا چاہیے تھا۔ یہ معاملہ واقعی شدید بھی ہے اور ہم پولیس کی مذمت بھی کرتے ہیں اور جو یہ معاملہ انہوں نے اٹھا ہا ہے وہ ٹھیک ہے۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ انہوں نے ماؤس کو صحیح اطلاعات نہیں دی ایسے معاملہ کو جو عدالت میں تھا۔ انہوں نے اسمبلی میں بھی اٹھا دیا اور ہم کو درنگ کرنے کی کوشش کی

مشراسپیکر

اب اگلے مقررہ یوں۔

وزیر صحت و سماجی بہبود مولوی محمد حسن شاہ

اعوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِكْرِيْمٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاَصْحَابِهِ اٰمِيْن۔ اِمَامِہَا
فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَالْفِرْقَانِ الْحَمِيْدِ وَاَعْتَصَمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ
جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا۔ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِي الْقُرْآنِ الْحَمِيْدِ۔ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ
وَاُنْثٰى وَاِنَّا جَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّبَلَدًا لِّتَعَارَفُوْا اِنَّا اَكْرَمُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتَقَامُ
وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَالْفِرْقَانِ الْحَمِيْدِ۔ اِن دِيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ اِسْلَامٌ۔
جناب والا! میں نے قرآن پاک کی تین آیات کی تکرار آپ کے سامنے کی۔ جس کا ترجمہ
یہ ہے کہ۔

میں نے سارا تم سب اللہ کی رضا کو منظور کرنے کے ساتھ پکڑا اور آپس میں اختلافات مٹ پیدا کرو
ان ہی آیات پر صحابہ کرام نے اس قدر سختی کے ساتھ عمل کیا کہ خداوند تعالیٰ نے ان اصحاب کرام
کا ذکر قرآن پاک میں فرما دیا۔ کہ۔ *رَضِیْعًا وَّعَسَلًا الْكِهَارِ رَحًا وَّ بَيْنَهُمْ* یعنی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام اتنے ہادور تھے کہ جب وہ کفار کے سامنے آتے تو شیر کی مانند
ہوتے تھے۔ یعنی اس وقت ان کا آپس میں رویہ نرم ہوتا تھا۔ اور کوئی اختلاف نہیں ہوا کرتا تھا۔
اور ساتھ ہی یہ حضرات اتنے عابد بھی تھے کہ دن رات عبادت کر کے رضا الہی کی تلاش میں
رہتے تھے۔

دوسری آیت کا ترجمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے تمہیں مرد و عورت سے پیدا
کیا ہے اور تم کو برٹے اور چھوٹے قبائل میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ یعنی

م میں سے فلاں بوج ہے ، فلاں پنجابی ہے ، کوئی سندھی ہے اور بعض پشخان ہیں۔ اس لئے رہنمایاں بنا کر اسی بات کو ایک دوسرے کے خلاف سبب عناد بنالیں اور باہمی دشمنی پیدا کر لیں۔ یعنی بوج سندھی کا دشمن بن جائے۔ اور سندھی دشمن ہو جائے پنجابی کا۔ اور پنجابی دشمن بنے پشخان کا۔ تو حضرت امول اسلام یہ نہیں ہے۔ اور اب تیسری آیت کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ کہ ہذا اسلام دین حق ہے میں انہوں کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ آپ نے آج یہاں پہنچنے کا مسئلہ چھیڑا ہے۔ یہ تو ایک شخصی اور چھوٹا مسئلہ ہے۔ ہماری جمہوریت کے مطابق حکومت کا فرض ہے کہ اس کی تحقیقات کرے۔ چنانکہ ہمارے محمود خان صاحب اور قادر بخش صاحب نے بھی فرمایا ہے۔ کہ اس کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ تاہم میں یہ پتہ چھنا چاہتا ہوں کہ آپ اس چھوٹی سی بات کو کس لئے اس قدر اہمیت دے رہے ہیں؟ جبکہ دوسری طرف ملک بگڑ رہا ہے۔ اور دنیا بگڑ رہی ہے۔

قائد ایوان

حیر میر
تایاں

وزیر صحت سماجی بہبود

قانون عقل ہے کہ اگر گرفتار کردار کے ساتھ ملا بقت رکھتا ہو۔ تو ایسا گرفتار قابل قبول ہے۔ ادا اگر گرفتار کردار کے مخالف ہے تو پھر اسے رومی کی ٹوکری میں ڈال دیا جائے۔ یہ لوگ جو آج دعویٰ کر رہے ہیں کہ وہ محب وطن ہیں اور ملک کی حفاظت کر رہے ہیں تو میں آج ان کے کردار پر روشنی ڈالوں گا کہ یہ لوگ اتنے زبردست محب وطن ہیں۔ میں پچھلے دنوں ایک ایسے علاقے کے دورے پر گیا جو افغانستان کی سرحد سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ میں نے وہاں پر رت بھی گزاری تو معلوم ہوا کہ اجمل خشک صاحب نے مہربانی فرمائی ہے اور لوگوں کو بم پھینکنے کی تعلیم دے رہے ہیں اور اس کام کے لئے کابل میں پختہ آدمی موجود ہیں تاکہ یہ لوگ تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنی محب الوطنی کا ثبوت دے سکیں۔ یہ تو بڑی عجب محب الوطنی ہے جو ساری بات بھی آپ کو یاد ہوگی کہ جب نواب ریٹائی صاحب یہاں کے گورنر تھے۔ تو ان لوگوں نے

جان روڈ پر جو جلوس نکالا تھا۔ اور اس میں کیا نمونے لگائے گئے تھے؟ اندرا زندہ یا داؤ
 سبھو مرہہ باور اکا نریں پشرم پشرم (اس میں منان کو شہید بنا دیا گیا جس کے نام پر
 چوک بھی بن گیا۔ یہ ہے۔ محب الوطنی کی ایک مثال اور قوم کی حفاظت کرنے کی ایک اور مثال
 آپ کو کم از کم ملک اور قوم کے محفوظ رکھنے کے لئے یہاں بحث کریں۔ اگر آپ چاہتے
 ہیں کہ پولیس کی حمایت بنائی جائے تو صاحب ہم ضرور ایسا کریں گے (حقیقت) مگر جو بگڑ
 رہا ہے اس کا کیا علاج ہونا چاہیے۔ حکومت ہند کی دعوت پر عنقریب صاحب
 وہاں تشریف لے گئے اور وہاں ان کو ۸۰ لاکھ روپے پیش کئے گئے (ملاقات)
 صاحبان آپ تو شائقین ہیں تقریریں کرنے کے اور ہمیشہ یہاں تقریریں کرتے رہتے ہیں
 کم از کم مجھ بھار سے ملا کہ بھی تو کچھ موقع دیں تاکہ میں بھی اپنا اظہار خیال پیش کر سکوں۔

مسٹر اسپیکر

دیے ہمارے مولانا صاحب اوروں کے لئے جواب میں کچھ نہ لےنے کا جواز پیدا کر رہے ہیں۔

وزیر صحت سماجی بہبود

آزمیرا بھی تو کچھ تھا ہے؟ یہ بھی تو کچھ سمجھیں

مسٹر اسپیکر

مولانا صاحب بولئے۔ مزدور بولئے۔ کیوں نہیں یہ آپ کا حق ہے اور یہ لوگ مزدور سمجھیں گے
 (حقیقتہ)

وزیر صحت سماجی بہبود

پھر یہ سب پیسے کر آگئے اور اپنے فرزند ارجمند ولی خان کے پرورد کر دیا۔ جب احتیاج
 میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ تو وہاں کی پورے مسلمان عورتیں عفت خان کے پاس فریادی بن
 کیں کہ بول کے بہرائی آپ ان ہندوؤں کو سمجھائیے۔ تو جواب میں انہوں نے فرمایا کہ آپ
 سب ہندو بن جائیں گے فرق نہیں پڑے گا۔ اس طرح آپ امن میں رہیں گے اور ہندو آپ
 کو کچھ بھی نہیں کہیں گے۔ ذرا سوچئے ان کی عمر نوے سال ہے۔

جیسے کہ میں کہہ رہا تھا۔ واپس آنے پر انہوں نے یہ رقم اپنے فرزند ارجمند ولی خان صاحب کے حوالے کر دی اور فرمایا کہ اس سے سرجنریشن کو تیار کرو۔ تاکہ ملک کو ٹھکڑے ٹھکڑے کیا جاسکے۔ اور چار قومیتوں کا جواز پیدا ہو جائے۔

آپ نے پھر دیکھ لیا جب شیپ کی حکومت، ملحق تو ولی خان صاحب کے لوگوں سے پٹ فیڈر میں لوگوں کو مروایا گیا۔ بس بیلہ میں مسلمانوں کو مارا گیا۔

لوگوں نے کہا جناب یہ کیسی جمہوریت ہے کہ آپ لوگوں کو مار رہے ہیں کیا بھڑ صاحب نے حکومت اس لئے ان کے حوالے کی تھی کہ وہ اپنے لوگوں کھاتے؟ عجیب جمہوریت ہے یہ؟ پھر کہنے دیکھا کہ وہ مرہار سے انہوں نے جمہوریت کے لئے رائفل چلائیں۔ اور ننھے بچوں کو مارا۔ ہم نے پوچھا کیوں مار رہے ہو؟ تو فرمایا لگے کہ ہم محب وطن ہیں۔ ان کی ٹرین میں ایک ڈاکٹر کی جوان بیوی کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ اور ٹرین پر راستے میں تین بار فائرنگ کی۔ ہم نے کہا کیوں ایسا کرتے ہو تو پھر کہنے لگے۔ ہم قوم کی حفاظت کر رہے ہیں۔ تو صاحبان شاید ہم نادان ہیں۔ کہ محب وطن کا مفہوم ہمیں سمجھ سکتے۔ تو پھر اپنے دور حکومت کے زمانے میں جناب ولی خان صاحب لندن تشریف لے گئے وہاں پر بیٹی صاحب بھی موجود تھے اسی دوران علامہ اللہ مینگل صاحب کے پیٹ میں درد اٹھا ان کا ڈاکٹر وہاں موجود تھا۔ اسی اثنا میں ولی خان صاحب کی آنکھ میں بھی درد پورہی تھی۔ ان کا علاج بھی وہیں بد ہوتا تھا۔ ان صاحبان نے عجیب الرحمان کو بھی وہیں منگوا یا کہ آجائے جب وہ پہنچ گئے تو ولی خان صاحب نے ان سے فرمایا کہ آپ نے ہمت کر لی اور ایک وزارت کے لئے رات کروڑ مسلمانوں کو ہزدوں کا فلام بنا دیا۔ اب ہمیں بھی کچھ طریقے بتائیے۔ کہ ہم کس طرح اپنی حکومت کو تباہ کریں۔ کیوں کہ وہ برسے استاد ہیں اور یہ ان کے شاگرد۔ لیکن جب بھڑ صاحب نے بھانپ لیا کہ اس طرح تو ہماری زندگی تباہ ہو جائے گی۔ تو مجبوراً ان کی حکومت کو ختم کر دیا۔ انہوں نے پھر متحدہ محاذ کو بنایا اور جمہوریت کو چلانا چاہا۔ لیکن ناکام رہے، پھر آپ نے دیکھا کہ ولی صاحب کی آنکھ میں پھر درد اٹھا۔ اور افغان علاج کے لئے سردار داؤد کے پاس تشریف لے گئے داؤد صاحب نے فرمایا کہ آپ کا علاج تو روس میں ہوگا۔ وہاں تشریف لے جایئے۔ تو خان صاحب روس گئے اور پھر لندن پہنچے لیکن دونوں جگہ کچھ نہ مل سکا۔ آخر کار پھر داؤد صاحب کے

پاس لوٹ کر آئے اور فرمانے لگے کہ کچھ دوا کیجئے۔
 تو امجد ابھرائی کہ شاید ماٹھ میں کچھ آجائے مگر پھر بھی معاملہ ٹھیک رہا اور مجھ کو
 پتلا در واپس پہنچ گئے تو پھر بھٹو صاحب سے کہنے لگے کہ آپ صحت طور سے کہیں کا احمدی
 مسلمان ہیں یا کافر؟ جواباً بھٹو صاحب نے فرمایا کہ بھائی میں تو عوام کا وزیر انظم ہوں،
 میں اس معاملہ کو قومی اسمبلی میں پیش کروں گا۔ وہاں پر ہر علاقے کے لوگ موجود ہوں گے
 جس طرح بھی عوام کی مرضی ہوئی۔ میں اسی کے مطابق چلوں گا۔ پھر بھی کچھ مانع نہ آیا۔
 اب یہ ہم پبلپولیس کی زیادتیوں کا دھبہ لگا رہے ہیں تو بھائی پولیس کا مسئلہ تو ایک عام شخص
 مسئلہ ہے۔ اور جو لوگ ملک کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس کی فکر نہیں ہے۔

خون خدا ان میں نہیں ہے۔ جو کر رہے ہیں۔ بقول خود ٹھیک۔ کر رہے ہیں۔ لہذا آپ
 خذلے ڈریں، رسول سے ڈریں، قرآن مجید پر عمل کریں۔ جب مجیب صاحب نے ایسا
 کام کیا۔ تو ان کے دماغ میں یہ نہیں تھا کہ ان کا جناح اور جاول تو مغربی پاکستان پر را
 کر رہا ہے۔ جب الگ ہونے کے بعد بند ہو گئے تو لاکھوں آدمی بھوکوں مر رہے ہیں جب
 ہمارے بھٹو صاحب بنگلادیش تشریف لے گئے تو وہاں کے عوام بیچ بیچ کر کہہ رہے ہیں
 کہ وہ واہ۔ پاکستان کے مقدس وزیر اعظم آئے ہیں۔ مجیب صاحب نے اپنے عوام کو ہٹا کر
 وزیر اعظم سے ملے سے روک دیا اور کیا کچھ مت کر۔

پھر بندوں کو بھوک نے آیا۔ یہ کراما کا تبیین کا لحاظ نہیں کرتے
 قبر درویش بر جان درویش؛ بلکہ میں تمہیں کہوں گا کاس مٹوے کو تین دنہ مکھیجے
 (مداخلت)

اس لئے یہ مناسب نہیں ہے۔ ہم بھی مسلمان ہیں۔ آپ بھی مسلمان ہیں۔ پھر بھگت اکس بات
 کا؟ آپ بھی بلوچستان کے باشندے ہیں اور ہم بھی ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ تان کیجئے۔
 ہم آپ کے ساتھ کریں گے۔ یہ اندرا گاندھی اتھی شریر عورت ہے۔ اس نے ایک دن
 تو مجیب کو پھینا کر ان کے گلے میں ڈوری ڈالی دی۔ اور اب ہمارے داؤد صاحب کو جھکوا
 مجا ہے۔ اور فرماتی ہیں۔ کہ آپ اپنا داؤ چلائیں۔ گزشتہ دو سو سالوں سے امیر عبدالرحمان
 نادر شاہ۔ حبیب اللہ خان اور امان اللہ خان نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ داؤد صاحب آپ
 کہاں سے تشریف لے آئے۔ جب انگریزوں کا دور تھا قرآن کا فزوں کے ساتھ جہاد نہیں کیا

اور خاموش رہے اور جب پاکستان بن گیا۔ تو اب اندرا کے کہنے پر اور صلاح بنا کر پہلے تو صوبہ سرحد اور پھر بلوچستان یعنی یہ دونوں صوبے تو داؤد صاحب کو مل جائیں گے رہے سندھ اور پنجاب تو وہ اندرا صاحب کے ہو جائیں گے۔ اور اس طرح مغربی پاکستان کی تقسیم بھی انہوں نے کرنی۔ جی نے کہا ڈر ورت کیونکہ "مشیر نہ بود از آفاتِ زناں" ہم سب لڑیں گے۔ بچے سے لے کر بوڑھوں تک جہاد کریں گے۔ اور مغربی پاکستان کا دفاع کریں گے۔
(دخبین و آفسری)

میں ایک واقعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا سنا ہوں۔ جب وقت جہاد آیا تو ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ! یہ بات عینت کے خلاف ہے، ہمارے بچے موجود ہوں۔ محمدؐ۔ تلوار چلائیں۔ ہم تین منزل آگے جا کر دشمن کے خلاف لڑیں گے اور اگر ہم مارے بھی گئے اور بچوں کو اگر پکڑ بھی لیا جائے گا تو یہ ہماری عینت کے خلاف نہیں ہے۔ ہم بھی پاکستان کی بقاء اور دفاع کی خاطر۔ داؤد کے ساتھ بھی لڑیں گے۔ اندھا کے ساتھ بھی لڑیں گے۔ اگر آپ یہ سوال کریں کہ مسلمان کیا ہیں تو میں مسلمان کے بارے میں ایک آیت پیش کرتا ہوں

"إِذَا مَنَّكَ اللَّهُ بِأُمَّةٍ فَاسْلُفْ فِيهَا"۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کی آپس میں لڑائی ہو ان کو چاہیے کہ صلح کر لیں اور آگے ہے کہ بائینوں کو تم مارو۔ تا وقتیکہ کہ وہ راستہ پر نہ آجائے۔

امید کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

اس لئے آپ کو چاہیے کیونکہ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم پیار سے آپ کے ساتھ چلیں گے۔ اور مل جل کر اس پاکستان کو چلائیں گے اور اس موقع پر اختلاف کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

یہ ہماری بولچہبی ہے کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کے ساتھ لڑتا ہے۔ بلکہ یہ تو ہماری فطرت کے سما اور کچھ بھی نہیں ہے۔

مسٹر اسپیکر

اب اگلے مقرر بولیں گے۔

س فضیلہ عالیانی -

جناب والا! میں اپنے معزز وزیر جناب میاں محمد حسن شاہ صاحب کو اس بات پر مبارک باد دیتی ہوں۔ کہ انہوں نے اپنی نمک حلائی کا پورا ثبوت دیا ہے اور پرانے ساتھیوں کے ساتھ یہ جو وعدہ کر چکے تھے یعنی نیشنل صحافی پارٹی کے ساتھ حزب اقتدار کی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ صرف ایک وزارت کی کرسی کی خاطر ان بد طرح طرح کے الزام لگائے۔ جناب عالی! جب نیپ برسر اقتدار تھی تو وہ سب ممبروں کو وزیر نہیں بنا سکتی تھی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہیے کہ اگر کسی ممبر کو وزارت کی کرسی نہیں دی گئی تھی۔ وہ صرف اس لئے آج ہیں۔ جو کہ اس ملک کے لئے قربانیاں دیتے رہے ہیں۔ آج بھی اس پارٹی کے ساتھ وہی لوگ ہیں جو کہ ہمیشہ اس ملک کے لئے قربانیاں دیتے رہے ہیں۔ اور ان کا اہم کردار دیتے رہیں گے۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم پاکستانی ہیں۔ اور پاکستان کے دغا دار ہیں اور کوئی بھی طاقت پاکستان کو ہم سے اور ہمیں پاکستان سے جدا نہیں کر سکتی۔

جناب والا! میں خود جان صاحب کی اس تحریک المتواء جس پر اس اسمبلی میں بحث ہو رہی کی پوری طرح حمایت کرتی ہوں کہ پولیس بلوچستان کے عوام کو مختلف علاقوں میں مختلف طریقوں سے ہراساں اور پریشان کر رہی ہے۔ جناب والا جیسے کہ میں پہلے بھی عرض کر چکی ہوں کہ نہ صرف سب عوام کو جن میں آفیسرز طلباء اور دیگر لوگ شامل ہیں کو پولیس پریشان کر رہی ہے۔ صرف ظریف پرسنل کی شان ہے جہاں پر ڈگری کالج سائنس کالج اور یونیورسٹی کے طالب علم رہتے ہیں۔ وہاں پر اکثر وفاقی پولیس اور یہاں کی پولیس داسے چھاپے مارنے رہتے ہیں۔ رات کے ایک بجے۔ تین بجے۔ وقتاً فوقتاً وہاں پر تلاشیاں لی جاتی ہیں۔ اور طلباء کو پریشان کیا جاتا ہے۔

جناب والا! اس سے صرف یہی نہیں کہ ان طلباء کو ذہنی کوفت ہوتی ہے۔ بلکہ حکومت اس لئے ایسا کر رہی ہے کہ یہاں کے طلباء ہوسٹل اور کالجز کو چھوڑ کر چلے جائیں اور زیادتی خصوصاً لوکل طلباء کے ساتھ روا رکھی جا رہی ہے۔ لیکن ایک دفعہ پھر اپنے حزب اقتدار کے ساتھیوں سے کہوں گی جن کو میں ایک دفعہ پہلے بھی اپنی تقریر میں کہہ چکی ہوں کہ چاہے

حکومت جیسے بھی دزرائع: ہینڈلز اختیار کرے، ہمیں یہاں سے نکالنے کی کوشش کرے۔ لیکن پھر بھی ہم یہاں رہیں گے۔ ہم بلوچستان میں رہیں گے۔ اور ان کی زیادتیوں سے گھبرا کر بلوچستان کو نہیں چھوڑیں گے۔ جبکہ یہاں کے گورنر بار بار کہہ چکے ہیں کہ بلوچستان کا ہر فرد پاکستان کا دنا دار ہے۔ پھر یہ پولیس طلباء کو کیوں پریشان کر رہی ہے۔ یہ تلاشی اور سب کچھ کیوں کیا جا رہا ہے؟

جناب والا! جیسے کہ عمود صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ ۵ تاریخ کی ملت کوٹھی پولیس اسٹیشن میں حملے کے ساتھ کوئی زہریلی شے ملا کر زیر حراست تیندیوں کو کھلا دیا گیا۔ اور پھر اگر بروقت ان کو طبی اعادہ مل سکتی تو ان کی جانیں ضائع ہو جاتیں اور وہ جو کچھ کہہ چکے ہیں وہ بالکل صحیح ہے اور میں اس کی تصدیق کرتی ہوں کہ ۵ دسمبر کی شام کو سٹی پولیس تھانے پر واقعہ پیش آیا ہے۔ جناب والا! جن طریقوں سے پولیس بلوچستان کے عوام کو ہراساں اور پریشان کر رہی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے اور حکومت کسی بھی طریقے سے انتظامیہ کو کنٹرول نہیں کر سکی ہے۔ جہاں پر کشت ہوتے ہیں۔ ڈکینی ہوتی ہے کوئی بھی ملزم اب تک گرفتار نہیں ہوا۔ اور پھر مرکز اور دیگر سرلوک سے مزید پولیس آفیسر منگوائے جاتے ہیں۔ کیا اس کا مطلب صرف یہ نہیں کہ پولیس آفیسروں اور ان کے خاندان والوں کو دیگر سرلوک سے لاکر یہاں پہنچا دیا جائے تاکہ یہاں کی مقامی آبادی جو کہ اکثریت میں ہے کو تبدیل کر کے اقلیت بنا دیا جائے اور پھر جیسا بھی ان کا دل چاہے یہاں کے لوگوں کے ساتھ زیادتی کریں۔ لیکن جناب والا! ہمیں اس حکومت سے یہ کہتی ہوں اور درخواست کرتی ہوں کہ وہ اپنی غلط پالیسیوں پر نظر ثانی کرے۔ اور ہم بلوچستانوں کو زندہ رہنے کا حق دے۔

جناب والا! پولیس صرف یہ ہی نہیں کر رہی بلکہ اب بھی میں سینٹ اور قومی اسمبلی کے اجلاس دیکھ کر آتی ہوں، وہاں پر میں نے نہیں دیکھا کہ اجلاس کے دوران۔ قومی اسمبلی یا سینٹ کے ہال کے ارد گرد اس قدر تعداد میں پولیس موجود تھی۔ جیسا کہ ہمارا اس اسمبلی کپانڈم میں موجود ہے تو جناب والا اس طرح لوگوں کو کیوں شعل کیا جا رہا ہے؟ اور لوگوں کو یہ تاثر کیوں دیا جاتا ہے۔ بلوچستان کے عوام شریف ہیں۔ تو جناب والا یہ تاثر کیوں دیا جاتا ہے۔ کہ بلوچستان کے عوام شریف ہیں اور یہاں

پر مرنے والا صاحب کہہ رہے تھے کہ ایک ڈاکٹر اور اس کے بیوی بچے جا رہے تھے کہ گولی مار دی گئی اور اگر اس کی بیوی مر گئی تو کیا ہمارا سابق وزیر گل خان نصیر کے بھائی کو زندہ رہنے کا حق نہیں تھا۔ کیا ان کے بیوی اور بچے تھے اور یہ کیا ہے چیز ہم نے کیا اور انہیں زندہ رہنے کا حق حاصل نہ تھا اور اب آپ اپنے آپ سے پوچھیں کہ لوگ خان کے بیوی بچوں کو دروازے کرنے والا کون تھا۔ علاوہ اس کے اور بہت سے واقعات ہو رہے ہیں مری اور جھالادان علاقہ میں جو کچھ ہو رہا ہے لھذا کسی دیگر علاقہ میں ایسا کام نہیں ہو رہا ہے۔

آخر میں میں درخواست کرتی ہوں کہ حنا یا یہ زیادتیوں ختم کرو ورنہ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ موجودہ حکومت سب کچھ خرد کر رہی ہے اور لوگوں کو جیلوں میں ٹھونس رہی ہے۔ تاکہ ان کے منہ بند کئے جائیں تاکہ عوام اس حکومت کے سپاہ کارناموں پر اواز نہ اٹھائے میں پھر درخواست کرتی ہوں کہ حکومت اپنی غلط پالیسیوں پر نظر ثانی کرے اور بلوچستان میں زیادتیوں ختم کی جائیں اور جو پولیس زیادتیوں کر رہی ہے اسے بھی روک دیا جائے۔

میر صاحب علی بلوچ -

جناب اسپیکر مس فضیلہ کی مدبرانہ اور دلکش تقریر ہم نے سنی جناب والا۔ جہاں تک پولیس اور حکومت کے جتنے بھی دوسرے کارندے ہیں ان کی زیادتی اور ظلم کو کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے گا اور اس بات کو ہمارے وزیر اعلیٰ حامد صاحب نے بار بار کہا ہے کہ اس قسم کی زیادتیوں کی ہمیشہ مذمت کی جائے گی۔ اور اس کے علاوہ وزیر اعظم جناب بھٹو صاحب نے ہارہا تنبیہ کی ہے۔ کہ وہ اس ملک کے عزیز عوام کی خدمت کرے بلکہ اس کو اس بات کی کبھی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ یہاں عوام پر زیادتی کرے یا یہاں پر کوئی ایسا قدم اٹھائے کہ یہاں کے مفاد کے خلاف ہو۔ جناب والا مس فضیلہ نے طلباء کے متعلق بات کی کہ طلباء سے زیادتیوں ہو رہی ہیں اور پولیس زیادتیوں کر رہی ہے ہم کیسے طلباء پر زیادتی کر سکتے ہیں جب ہماری پارٹی نے ہمارے چیئرمین بھٹو نے ایوبی آمریت کو چیلنج کیا تھا تو اس وقت طلباء تھے۔ جنہوں نے سب سے نمایاں کام کیا اور بھٹو صاحب کے حکم کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور کامیابی دلوائی اور اس کامیابی میں عوام کے ساتھ ساتھ طلباء کا بھی بہت ہاتھ تھا۔ ہماری پارٹی اور ہم کیسے طلباء پر زیادتی کر سکتے ہیں۔ وزیر اعظم صاحب نے ایک بار نہیں دس بار کہا ہے

کہ ہیں طلباء کے مفادات کو کسی بھی صورت میں نقصان نہیں پہنچانے دوزگا کسی بھی صورت میں یہ برداشت نہیں کروں گا کہ اس ملک کے عوام پر اور طلباء پر کسی قسم کی زیادتی کی جائے تو جناب میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں سب تقسیم یافتہ سمجھدار اور عوام کے نمائندے بیٹھے ہیں۔ اس ایوان کی روایات ہوتی ہیں۔ ایوان کا تقدس ہوتا ہے ان کو چاہیے کہ وہ تقدس کو برقرار رکھیں۔ معمولی باتوں پر اس قسم کی باتوں پر تحریک التواء میری سمجھ میں نہیں آتی ہے اور جناب محمود صاحب نے بھی اس بات کا اعتراف کیا اور بعد میں کہا کہ معاملہ عدالت میں ہے تو میرے خیال میں ان کو ٹھہرنا چاہیے تھا اور اس معاملہ پر عدالت سے فیصلہ ہوتا لیکن انہوں نے آتے ہی تحریک التواء پیش کر دی اور اس پر بحث بھی ہو رہی ہے تو جناب میں عرض کر رہا تھا کہ اپوزیشن کے لوگ اور حکومت کے درمیان غیر مالک میں معاہدہ ہوتا ہے کہ وہ دونوں فیصلہ کرتے ہیں کہ ملک کی ترقی کے لئے کام کریں گے۔ لیکن یہاں پر ہاری حزب اختلاف کسی بھی صورت میں تعاون نہیں کر رہی۔ اور بار بار سے لے مسائل پیدا کرتی اور کبھی کہتی ہے کہ پولس ظلم کر رہا ہے اور کبھی کہتی ہے کہ طلباء پر یہ ہو رہا ہے کبھی فلاں جھگڑا کبھی فلاں جھگڑا تو میں ان کو اور وہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ ہم محب وطن ہیں اور ہم ملک چھوڑ کر نہیں جاسکتے پاکستان کو چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔ لیکن ان کو چاہیے کہ وہ اس بات کا عملی ثبوت دیں اس ملک کی خدمت کریں حکومت کو مشورے دیں۔ عوام کی خدمت اور مفاد کے لئے حکومت کو مشورے دیں۔ لیکن یہ تجاویز پیش کرنے کے بجائے راستے میں مائل ہو رہے ہیں اور لوگوں کی جان و مال اور امن و امان کا مسئلہ کھڑا کرتے ہیں تو جناب ہر حکومت کا فرض ہوتا ہے کہ وہ جان و مال کی حفاظت کرے اور اگر ہماری حکومت کسی پر شک کرے کہ فلاں شخص عوام کا دشمن ہے یا وہ عوام کے مفاد اور جان کو نقصان پہنچاتا ہے تو جب اس کو حکومت پکڑے تو حزب اختلاف کو اس کی داد دینی چاہیے۔ حکومت کا ہاتھ بٹائے اور نشانہ ہی کرے لیکن جب کوئی بات ہوتی ہے تو تحریک التواء پیش کر دی جاتی ہے کہ فلاں شخص کو پکڑا گیا اور کیسے نہیں پکڑیں گے وہ شخص تو ملک کا دشمن ہے عزیز عوام کا دشمن ہے اور جو بھی عزیز عوام کا دشمن ہے اور جو بھی عزیز عوام کو تکلیف پہنچائے تو ہماری حکومت ایسے شخص کے خلاف کارروائی کرے گی جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ محمود صاحب، اگر اپنی تحریک التواء واپس لینی چاہیے تھی۔ لیکن انہوں نے نہیں لی۔ اور میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ جناب

جہاں تک پولیس کا تعلق ہے یہ نہیں کہوں گا کہ ہماری پولیس بہت ایسا مدار ہے اور عوام کی خدمت کبھی ہے عوام کی خدمت نہیں کر رہے ہیں ان پر ایک قسم کی چک مزور ہونی چاہیے۔ یہاں کچھ لوگوں کا کہنا کہ ترقی دی جا سکتی ہے۔ خدمت کی جا سکتی ہے جمہوریت کا ماحول ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جتنا دل گورنمنٹ کا ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر دل اپوزیشن کا نہیں ہوتا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ حکومت عوام کے لئے کام کرتی ہے مگر Opposition کی طرف سے تمام چیزیں مخربہ قسم کی لگھا رہی ہیں۔ تو جو Opposition کارول ہونا چاہیے وہ ہیں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ میں اتنا س کرتا ہوں۔ میری گزارش صرف اتنی ہے کہ اس وقت جو حکومت عوام کی خاطر کام کر رہی ہے۔ خدا اس کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی نہ کی جائیں حکومت کام اس ملک کے عوام کے لئے کر رہی ہے Tribalism اور سرداری نظام کو ختم کرنے کے لئے کام چھوڑنا ہے۔ ہماری حکومت اس لعنت کو ختم کرنا چاہتی ہے آپ کو چاہیے کہ آپ غیر مشروط طور پر کام کریں اور حکومت کے ساتھ تعاون کریں جتنا کام اس ملک میں ہو رہا ہے اور بلوچستان میں خصوصاً ہو رہا ہے۔ شاید اس سے قبل پھیلی حکومتوں میں اس کا پابند فیصلہ نہ ہوا تھا تو ہمیں چاہیے کہ ہم سب اکٹھے رہیں۔ اس صوبے کی ترقی کے لئے سوچیں ایک موقع ملا ہے اس کو ضائع نہ کریں اس کو Lose نہ کریں NAP کو ۹ مہینے کے لئے حکومت ملی وہ قوم پرستی کے چیمپین تھے

مس فضلہ عالیانی

اب بھی ہیں -

میر صابر علی بلوچ

تو جناب والا اس کے برعکس جو کچھ ہوا اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ تو اصل مسئلہ یہاں پرتیکی التوا کا تھا۔ میں عرض کروں گا کہ ہمارا پارٹی عوام کی پارٹی ہے جو ہماری پارٹی حکومت میں ہے یہ عوام کی خدمت کرے گی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کے خلاف بیوروکریٹوں کے کسی فرد نے یا حکومت کے کسی فرد نے یا گورنمنٹ کی میٹنری میں جتنے کام کرنے والے ہیں۔ کیا انہوں نے کبھی بھی یہ بات سوچی کہ ہم عزیز عوام کے خلاف قدم اٹھائیں گے۔ نہیں ہم ہرگز ایسا نہیں

ہونے دیں گے۔ بلکہ اس بات کی assurance دہی ہے کہ عوام کا خیال رکھا جائے گا اور کوئی چیز جو ان کے مفاد کے خلاف ہو اس کو کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے گا اور میں ہاں صاحب سے گزارش کروں گا کہ محدود صاحب نے جو تحریک التنا پیش کی ہے اس کی نسبت وہ ذاتی طریقہ پر انکو اثری کر لیں معاملہ کورٹ میں ہے وہیں فیصلہ ہو جائے گا۔ چنانچہ ہماری پارٹی کا دیتی ہے ہمارا پارٹی انقلابی پارٹی ہے۔ ہم ایک ایسے شخص کے ساتھ کام کر رہے ہیں کہ جو ہر حالت میں پاکستان کی ترقی چاہتا ہے اور بلوچستان کی ترقی اور خوشحالی چاہتا ہے۔ بلوچستان کی ترقی اور خوشحالی کے لئے Tribalism اور سرداری نظام کو ختم کرنا ہے اگر ان کو ختم کرنے کے لئے ہمارے سامنے کسی قسم کی رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔ تو ہم ان کو کسی صورت میں کھڑا نہیں رہنے دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور میاں سیف خان پراچہ

جناب اسپیکر میرے دوستوں اور سابقوں نے محمد خان اچکزئی کی جو تحریک التوا رہاں پیش کی ہے اور جس پر آج یہاں تقاریر ہو رہی ہیں اور بحث ہو رہی ہے اس کے متعلق میں اپنے خیالات پیش کرتا ہوں، جہاں تک ان خیالات اور ان زیادتیوں کا تعلق ہے کبھی بھی ہم اس کے حق میں نہیں ہوں گے کہ پالیسی ہمارے شہریوں کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی کرے۔ محدود صاحب نے اپنی تقریر میں مزایا کہ جھگڑا ہو جائے گا قانون کا احترام نہ کیا گیا تو عذرہ مانج ہو جائے گا اگر قانون کا احترام نہ کیا گیا تو اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عذرہ مانج اور حبشی راج کو روکنے کے لئے ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ لوگوں سے اس قانون کا احترام کرو یا جائے اور قانون کا احترام کروانے کے لئے وہ کون سی Agencies ہیں ایک پولیس ہی ہے عدالتیں ہیں۔ تران کا فرض ہے کہ وہ قانون کا احترام کروائیں اور اگر کوئی قانون شکن کرتا ہے تو قانون کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ پولیس کا کام ہے ایک طرف سے ہمیں یہ فوری توقع ہے۔ کہ نظم و نسق کو بحال رکھا جائے یہاں بلوچستان صوبہ میں شہروں کے اندر

جوان کے علاقے ہیں۔ ان کے اندر چوریاں ڈاکے نہ ہونے دیں۔ قانون شکنی نہ ہونے
 دیں۔ جہاں تک پولیس کا تعلق ہے۔ جناب اسپیکر سبلی بات تو یہ ہے کہ جہاں ان کا علاقہ
 ہے جہاں ان کی اتھارٹی ہے وہ بڑا محدود علاقہ ہے وہاں پر ان کا قانون چلتا ہے۔
 اور اگر اس علاقہ میں لوگوں سے پوچھ گچھ نہ کی جائے تو یہ قانونیت کیسے ختم ہوگی
 ہر جمہوری نظام کے تحت پولیس کو چند اختیارات دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ detect
 کر سکیں لوگوں سے جن پر شک ہو ان سے پوچھ گچھ کر سکیں اور قانون کے مطابق وہ
 کاہوا کر سکیں۔ لہذا اگر ہم اپنی پولیس کو وہ اختیارات نہیں دیں گے تو کم از کم میں اتنا
 ضرور کہہ سکتا ہوں کہ ہماری پولیس سے کوئی توقع نہیں کرنی چاہیے۔ آپ کو پتہ ہے کہ حال
 ہی میں کیا ہوتا رہا Bombing کی داتا میں ہوتی رہیں۔ چوریاں ہوتی رہیں اور
 اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ پچھلے سیشن میں ہمارے معزز نمبران ایوز لینن نے اعتراض
 اٹھایا کہ جناب چوریلوں اور خرابیوں کو روکنا چاہیے تو حکومت کے پاس ان کو روکنے
 کا بھی ذریعہ ہے۔ اس کے بعد میرے محترم دردمت نے اپنی تقریر میں ہوسٹل کا ذکر کیا۔
 ہوسٹل میں رہائش طلباء ہی کی ہوتی ہے۔ ہوسٹل کسی اور شخص کے لئے جو طالب علم نہ ہو وہ
 رہائش نہیں رکھ سکتا۔ مگر اس معزز ایوان میں یہ بات سامنے آئی کہ اس ہوسٹل میں
 ایسے لوگ بھی رہتے ہیں جو طالب علم نہیں ہیں۔ صبح کو رکشہ جلاتے ہیں اور رات آکر کھڑکی
 میں گزارتے ہیں۔ تو جن اسپیکر میں کہتا ہوں کہ اس حکومت کا بسولہ کیلئے جو کیا گیا ہے وہ کی حکومت نے نہیں کیا ہے۔ کسی موٹائی
 اور دفاعی حکومت نے اس سے پیشتر نہیں کیا۔ اس کے برعکس یہ کہا جاتا ہے کہ طالب علموں
 کو ختم کرنے کے لئے یہ زیادتیاں کی جا رہی ہیں تاکہ وہ اسکولوں اور کالجوں سے بھاگ
 جائیں۔ مگر یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ ہمارے اتنے اسکول کالج ہیں۔ نوشکی اور لالی سندھین
 اور مکران میں ہیں۔ اس کے علاوہ ہم طلباء کو وظائف دے رہے ہیں۔ تعلیم بیرون ملک تک مفت
 کر دی ہے۔ اس کے علاوہ یہ حکومت عوام کی بہتری کے لئے مزید اقدامات کر رہی ہے جن
 پر وزیر اعلیٰ اپنی تقریر میں روشنی ڈالیں گے۔ ہوسٹل میں جہاں چھاپے مارے گئے مجھے بتایا
 گیا کہ وہاں سے ہم نکلے تھے۔

اب آپ بتائیں اگر پولیس ہوسٹل میں نہ جائے اور وہاں ہوسٹل میں ہم رکھے ہوئے ہیں تو کس
 مفہوم کے لئے ہیں۔ (مداخلت)

اسی طرح پولیس لازمی ہے کہ چھاپے مارے گی لوگوں سے پوچھ گچھ کرے گی۔ یہ D & A ایفون اور چرس جو لوگوں کو کھلاتے ہیں اور ان کا کاروبار کرتے ہیں اگر ان کی تحقیقات نہ کی جائے۔ چھاپے نہ مارے جائیں تو کیسے یہ برائیاں ترک سکتی ہیں؟ مگر میں کبھی بھی اس کے حق میں نہیں ہوں گا کہ زیادتیاں کی جائیں۔ اور پولیس کی طرف سے ایسا ہو۔ مگر ان کے اپنے فرائض ہیں۔ جن کو انہوں نے پورا کرنا ہوتا ہے ہو سکتا ہے کبھی ان سے غلطی ہو جاتی ہو۔ میں ان غلطیوں کی ذمہ داری چاہیے۔ میں کبھی بھی ایسی غلطیوں کے حق میں نہیں ہوں گا۔ اب اس معزز ایوان میں زہریلے سارے کا ذکر آیا۔ میں سمجھتا ہوں اور یہ میرا اپنا خیال ہے کہ جناب اسپیکر پولیس جان بوجھ کر زہریلا حلوہ نہیں دے سکتی (مداخلت) باہر سے آیا ہے لہذا ہو سکتا ہے کہ یہ حلوہ باسی ہو فراب ہو۔ اس سے Food poisoning ہو گیا Diarrhoea ہو گیا ہو۔ میں بھی اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کیونکہ وہ وزیر داخلہ بھی ہیں۔ کیونکہ یہ ذکر یہاں ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کی چھان بین کروائیں۔

اگر واقعی اس میں پولیس کا قصور ہے اور قیدیوں کو غیر معیاری اور ناقص خدما کھلائی گئی ہے۔ تو اس کے خلاف کارروائی کریں۔ اور اگر ان کے اپنے وسائل سے یعنی قیدیوں کے اپنے ساتھیوں نے بان کے گھر والوں نے اس قسم کا حلوہ بھیجا ہے۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ پولیس پر کس طرح الزام آسکتا ہے۔ (مداخلت)

ہر قیدی کو حق ہے کہ وہ اپنے گھر سے کھانا منگوائے حالات والوں کو بھی کھانا ملتا ہے۔ ایسی بات نہیں ہے وہ بھی گھر سے کھانا منگوا سکتے ہیں۔ (مداخلت) اگر یہ حلوہ ان کے اپنے گھر سے آیا ہے تو اس میں پولیس کا کیا قصور ہے؟

پھر میرے محترم معزز دوست۔ محمد صاحب نے پولیس کے متعلق کہا۔ میں ان کے اتفاق نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ وفاقی اور صوبائی حکومتیں کئی قسم سے بھی پولیس کی آزادی میں رکاوٹ نہیں بنے ہوئے۔ نہ تو انہوں نے پولیس کی آزادی کو روکنے کا قدم اٹھایا ہے۔ حزب اختلاف کے کئی اخبارات ہیں۔ جارت ہے نوائے وقت ہے اور بھی ہیں اور لوگ باقاعدگی کے ساتھ ان کو پڑھتے ہیں۔ بلکہ میں خود بھی نوٹس وقت پڑھتا ہوں تاکہ مجھے پتہ چلتا رہے کہ حزب اختلاف کے کیا نقطہ ہائے نظر ہیں۔ یہ سمجھنا کہ پولیس کی آزادی

ہیں کچھ مزہ ہوگا۔ پتا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے اور ہم جمہور کا نظام کے ہوتے ہوئے کبھی بھی پولیس کی آزادی کو کسی بھی طریقے سے کم یا زیادہ - سب کیا جائے اور پولیس کی آزادی جمہور کا نظام کو چلانے کے لئے نہایت ضرور کا ہے اور میرے محترم دوست محمود صاحب نے خود بھی کہا ہے کہ ٹیپ کے دور حکومت میں اخبار والوں پر پی۔ ایس۔ ایلے ملے ملے کر تھے تھے کرتے تھے وہ کرتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ کم از کم ابھی آپ نے یہ چیز نہیں دیکھی ہوگی کہ کسی پولیس پر حملہ ہوا ہو۔ کسی اخبار کے دفتر پر حملہ ہوا ہو۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے۔

یہ ہے کہ یہاں جو اخبارات کو مکمل آزادی ہے۔ اور جو بھی معزز ممبران جو حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی تقریریں جو وہ اسمبلی میں کرتے ہیں۔ بانا عہہ طور پر اخباروں میں

(مداخلت)

چھپ رہی ہیں۔

یہ تو اخبار والے خود بہتر سمجھتے ہیں کہ اپنے فرائض کس طریقے سے سرانجام دیں نہ تو ہم اور نہ ہی آپ ان کو مجبور کر سکتے ہیں کہ ہماری کوئی بات ضرور شائع کریں یہ تو ان کی اپنی مرضی ہے۔ اس کے بعد یہاں پر شناختی کارڈز کا ذکر آیا اب جہاں تک شناختی کارڈز کا تعلق ہے تو یہ ایک نئی اسکیم ہے جو کہ یہاں پر راج کی جا رہی ہے اور یہ اسکیم بڑی اچھی ہے شناختی کارڈ ہر ایک کے پاس ہونے چاہئیں گے شناختی کارڈ پھر شناختی کارڈ کے جانے چاہئیں تاکہ ان کا غلط استعمال نہ ہو سکے۔ میرے دوست محمود خان صاحب نے خود فرمایا ہے کہ اگر افغانستان کے لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے تو انہیں اعتراض نہ ہو گا۔ ہمارے گورنر صاحب نے خود کہا کہ افغانستان سے کئی لوگ آئے ہیں۔ کیونکہ وہاں پر بھوک ہے اور سختی ہے ماس لئے وہ یہاں پر آجاتے ہیں۔ اگر ہمارے افغانستانی بھائی ہمارے ملک میں ہمارے قانون کے مطابق داخل ہوتے ہیں تو ان کو ہمیشہ خوش آمدید کہا جائے گا۔ اگر وہ غیر قانونی طریقے سے یہاں آتے ہیں اور پھر شناختی کارڈ بھی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ وہ ہمارے پاسپورٹ بنوائیں تو اس صورت میں میرا خیال ہے کہ کسی اسسٹنٹ کمشنر یا کسی پولیس آفیسر کے۔ آپ کیوں تحقیقات اور چھان بین کرتے ہیں۔ اور کیوں افغان باشندوں کو شناختی کارڈ بھی نہیں کرتے ہو۔ میں اس سے اتفاق نہیں کر سکتا۔ آخر یہ شناختی کارڈ کیوں ضرور کا ہے۔ اس لئے کہ ملک سے باہر جانے کے لئے اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس کا استعمال ہمارے صوبہ بلوچستان

(مداخلت)

ہیں تو نہیں ہے

جناب اب عرض یہ ہے کہ شناختی کارڈ دینے کے لئے تحقیقات اور جہان بین کا ہرناتازن کے مطابق نہایت ضروری ہے اور اب دفاعی حکومت سے اس سلسلہ میں دفاعی حکومت کی طرف سے کیا ہدایات موصول ہوئی ہیں؟ تو اس کا علم نہ تو مجھے ہے اور نہ ہی میرے دوست محمود اچکنئی صاحب کو ہے۔ یہ تو وزیر داخلہ کو معلوم ہوگا۔ دفاعی حکومت نے کیا ہدایات دی ہوئی ہیں۔ وہ تھیلے کی ہدایات نہیں۔ اور بعد میں کیا ہوا۔ یہ تو مجھے اور آپ کو نہیں معلوم

مسٹر اسپیکر

پراجے صاحب آپ کا وقت پورا ہو رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور

جناب عالی! چونکہ اب وقت پورا ہو گیا ہے۔ اس لیے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور اس تحریک التوا کی مخالفت کرتا ہوں

(تائیاں)

وزیر آبپاشی (مولوی صالح محمد)

جناب اسپیکر! محمود خان صاحب نے جو یہ تحریک التوا ایوان میں پیش کی ہے۔ شاید اس میں کچھ صداقت بھی ہوگی۔ مگر خاصی طور پر کوئی شدت وہ پیش نہیں کر سکے کہ ان افراد کے ساتھ کون کون سی زیادتیاں کی گئی ہیں۔ بہر حال انہوں نے مزایا کہ انہیں وہ باتیں کہتے ہوئے یہاں پر شرم آرہی ہے۔ جب انہوں نے وہ باتیں نہیں بتائیں تو ہمیں کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں پر کیا زیادتیاں ہوئیں۔ اگر موجودہ حکومت پولیس کو یہ ہدایت دے دے کہ وہ صبح اور چشم دید ثبوت کے بعد کسی آدمی کو پکڑنے تو میرے خیال میں مولا کی جان و مال کی حفاظت ناممکن ہو جائے گی۔ جو کچھ پولیس والوں نے کیا

ہے۔ سب سے خیال میں اپنے عوام کے لئے کیا ہو گا۔ تاہم کہ وہ اپنے فرض کو ادا کریں۔ کیونکہ عوام کے جان و مال کی حفاظت کرنا ان کا فرض ہے۔ اور پولیس جو کچھ بھی یہاں کرتی ہے صرف اس لئے کرتی ہے تاکہ امن و امان صحیح طریقے سے قائم ہو۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ ”انما الاعمال فی العیات“ یعنی ہر عمل جو آپ کرتے ہیں اس کا تعلق نیت کے ساتھ ہوتا ہے۔ اب پولیس کی نیت یہ تھی کہ جو افراد چور تھے ڈاکو تھے۔ یا چرس لاتے تھے۔ یا کوئی اور غلط کام کرتے تھے اس لئے وہ ان سے پوچھ کچھ کرتی ہے تو میرے خیال میں اس طرح پولیس پر کوئی بھی الزام عائد نہیں کیا جا سکتا۔ اور جہاں سے لئے یہاں پر بحث کرنا نا مناسب ہے۔

یہاں یہ بھی کہا گیا ہے کہ پولیس نے قیدیوں کو زہر کھلایا یعنی موجودہ حکومت نے کیا پولیس یا حکومت جب قیدیوں کو زہر کھلاتی ہے۔ تو پھر ان کو خود سہیپاں میں علاج معالجہ اور ڈاکٹروں کا تعاون ان کو کیسے دیا جاتا ہے۔ یہ ان کے اپنے لوگوں میں سے کوئی ہو گا یا کوئی دیگر دشمن پولیس میں ان کا ہو گا۔ سب سے خیال میں الزام بھی بے بنیاد ہے ہم اس کی تحقیقات ضرور کریں گے۔ لیکن میرے خیال میں جو لوگ حراست میں تھے ان کا کوئی اپنا دشمن ہو گا۔ اگر حکومت کا اس میں ہاتھ ہوتا تو اس نے ان کے لئے کوشش کریں گی اور ڈاکٹروں کا مکمل تعاون دلایا اور ہدایاں اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا بھی دی۔ علاوہ اس کے بعض ممبر صاحبان نے کہا کہ پولیس طلباء کو تنگ کرتی ہے اور پولیس ان کو تنگ کرتی رہتی ہے۔ اور طلباء کے ہوشل میں جا کر تلاش کی جاتی ہے اس چیز کے متعلق بھی جیسا کہ ذمیر بلدیات صاحب نے کہا کہ ان طلباء کے پاس ایسی چیزیں نکلی ہیں جو نکلنا عوام کے لئے مضر ہو سکتی ہیں۔ جب ایسی چیزیں ان سے برآمد ہو جائیں تو پھر میرے خیال میں کسی قسم کی دیا دتی نہیں ہے۔ اور جو چیزیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن سے عوام کو تنگ کیا جا سکتا ہے اور ایسے لوگ جو شریلیٹی پر اتر آئیں چاقو ماریں تو اگر ایسے شریلیڈوں کو سنا دیا جاتی ہے۔ یہ تو صحیح چیز ہو گی۔ ایک ممبر صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ قانون کی بالادستی ہونی چاہیے۔ ایک دفعہ معزز نمبر نے جب یہ تسلیم بھی کیا ہے کہ یہ معاملہ عدالت میں ہے یہ میں نے سنا ہے اور انہوں نے خود اقرار کیا ہے تسلیم کیا ہے اور میں نے خود اس چیز کو بھی سن لیا ہے یہ لوگ جو شہادت کو چھپاتے ہیں گناہ کار ہیں یہ چیز نگران حکم میں آئی ہے۔ اور یہ لوگ گناہ کار ہیں۔ جب یہ معاملہ عدالت میں چلا گیا ہے تو قانون کی بالادستی یہ ہو گی۔

کہ اس معاملہ پر عدالت کے فیصلہ کا انتظار کرنا چاہیے۔ اور اگر اسمبلی میں آکر کوئی بیان جھانسنے میں تزیہ قانون کی بالا دستی نہیں ہوگی۔

نیز اس معاملہ میں پولیس کو مکمل اختیار ہے کہ وہ تفتیش کرے فقیرت وہ گالی گلوچ بھی دیتے ہیں یہ چیز وہاں ضرور ہوتی ہے۔

علاوہ اس کے صحافیوں کی آزادی کے متعلق کہا گیا ہے یہ حکومت تو صحافیوں کی آزادی کا مخالف ہے اور جس اخبار نے اس کو عیاں چھاپا ہے وہ بھی پیپلز پارٹی کا اخبار ہے وہ بھی کیا ہمارے خلاف لکھا۔

جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے کہا ہے بعض اوقات قانون میں رد و بدل ہوتا رہتا ہے اور اس لیے شناختی کارڈوں کے سلسلہ میں کئی احکامات تبدیل کر دئے ہوں تو یہ چیز صحیح ہے اور احکامات تبدیل ہو سکتے ہیں اور جیسا کہ معزز ممبر صاحب نے خود بھی تسلیم کر لیا ہے۔ صوبہ سرحد میں بہت سے لوگ افغانستان سے آرہے ہیں۔ اور بعض ان صاحب اس چیز کی تصدیق کر دیتے ہیں اور وہ اس طرح سے شناختی کارڈ بنا کر شہرت حاصل کر لیتے ہیں۔ تو اسی طرح سے شاید حکومت نے ہمارے صوبہ میں شناختی کارڈوں کو جاری کرنے میں کچھ ہدایات جاری کر دی ہوں لہذا اس میں کیا مضائقہ ہے۔ تو انہ صواب ہیں رد و بدل ہوتا رہتا ہے اور خود ممبر صاحب نے بھی کہا ہے کہ لوگ جعلی شناختی کارڈ جاری کرتے رہتے ہیں اس طرح سے میں بھی اس چیز کے حق میں نہیں ہوں کہ غیر ملک کے لوگوں کو شناختی کارڈ جاری ہوتے رہیں۔ میں آخر میں یہ بھی کہوں گا کہ یہاں پر جو بھی کام ہو گا قانون کے مطابق ہو گا۔ میں اس تحریک التوا کی مخالفت کرتا ہوں اور میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

وزیر مالیات (سردار غوث بخش ریسانی)

جناب اسپیکر،

کافی لوگوں نے اس تحریک التوا پر بحث کی ہے میں بھی اس کے متعلق کچھ مزور کہوں گا۔ سردار چکنی جنہوں نے یہ تحریک پیش کی ہے اگر وہ حکومت کی توجہ اس جانب دلاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ قانون

کے مطابق ضرور کارروائی کی جاتی۔ اس کے علاوہ آپ دیکھیں عدالتیں ہیں اور اس ملک میں پہلی دفعہ ۲۵ سال کے بعد ملک میں اسلامی جمہوری اور دفعتی آئین آیا ہے۔ جس میں ہر شہری کے حقوق کا تحفظ دیا گیا ہے۔ وہ اگر ایسی عام باتیں بھی اسمبلی میں لاتے رہے تو اسمبلی کے کام میں رکاوٹ پڑے گی اور اسمبلی کا جو کام ہے وہ رہ جائے گا آپ دیکھیں جب سے اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا ہے تو چار پانچ چھ تحریک التوا پیش ہوتی رہی ہیں۔ اور اس طرح سے اسمبلی کے کام میں رکاوٹ ہوتی ہے اور یہ بات بھی کہہ دیا کہ یہ معاملہ عدالت میں بھی زیر غور ہے اور جبکہ یہ معاملہ عدالت میں ہے۔ تو ہم کم از کم اس معاملہ کے متعلق کوئی چیز کہنے سے گریز کریں گے کہ یہ معاملہ صحیح ہے یا نہیں اور اس چیز کا فیصلہ عدالت کرے گی۔ ہرے پوتے نے یہ نوٹ کر لیا ہوگا۔ کہ ہم نے کہہ دیا ہے اس پر تحقیقات کریں گے۔

ان کا مسئلہ کیا ہوگا یہ جو کچھ معاملہ ہوا ہے اس پر تحقیقات ہوگی واضح صحیح ہو یا غلط وہ سامنے آجائے گا اب آپ دیکھتے ہیں کہ قیدی سی آئی اے کی تختوں میں کھٹے کہا گیا کہ ان کو مارا پیشا گیا تو میں سمجھتا ہوں حقیقتاً اس میں کوئی بات ہوگی ممکن ہے کہ ان قیدیوں میں سے کسی ایک نے پولیس والوں پر کوئی بم پھینکا ہو۔ ان پر فائرنگ ہو تو یقیناً بات یہ ہے۔ آپ یقین جانیں کہ یہ کوئی ذاتی معاملہ نہیں چاہے قیدی ہی کیوں نہ ہو چاہے لپکا قیدی ہو۔ قانون کے اندر مارنے پھینکنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور گورنمنٹ کے قانون سے بھی کوئی ایسی چیز نہیں پائی جائے گی کہ یہ قانونی چیز ہے یقیناً ان کا ذاتی معاملہ ہوگا۔ تحقیقات کی جائے گی اور جس نے قانون کو اپنے ماتھے میں لیا ہوگا۔ قانون شکنی کی ہوگی چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو چاہے میں ہی کیوں نہ ہوں اس کے خلاف قانون کے مطابق یقیناً کارروائی ہوگی۔ تو آپ نے اچھا کیا کہ اس کہیں کو عدالت میں بھیج دیا اور یہ یقین دلاتا ہوں کہ عدالتی تحقیقات ہوگی۔

اب حلوسے والا مسئلہ آپ حوزہ دیکھیں کہا جاتا ہے کہ پولیس والوں نے قیدیوں کو کھلایا پولیس واسے نہیں کھلا سکتے۔ ہر حال حلوسہ آیا کیونکہ جو زیر تحقیقات ملزم ہوتے ہیں۔ وہ مجرم تو نہیں ہوتے وہ محض ملزم ہی ہوتے ہیں۔ تو ان کے گھر سے کھانا آسکتا ہے پھر بھائی ہندی ہیں جس ایسا ہوتا ہے اور پورٹا ہے جیلوں میں قیدی ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو کسی کے جاننے واسے نے بھیجا ہوگا اور پولیس والوں نے اچھا کیا کہ ایک دم ان کو ہسپتال

لے گئے اگر وہ پولیس کی تحویل میں ہیں۔ تو وہ تحقیقات کرتے ہوں گے اور اگر پولیس تحقیقات نہ کرے تو پھر وہ کس مہمن کی دوط ہے تو ہیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تحقیقات ہوگی اور فیصلہ ہو کر ہی رہے گا۔ باقی پیلیز پارٹی کے اخباروں نے اس کو نکھا آپ خود دیکھیں ابتداً اس ملک میں آزاد ہیں۔ وہ دن بھول گئے جب غنڈوں کو شراب پلا کر ان کو مدہوش کر کر اخبار نویسوں کے پاس بھیجا گیا تاکہ وہ چاقوؤں کے ساتھ ان کو ماریں اور تڑپھڑ کر دیں اور یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ہم پھینکنے کی بات ہے کسی سے کسی کی ذاتی دشمنی نہیں۔ اور یہی سمجھتا ہوں کہ جو ہم پھینکنے والے ہیں۔ وہ نہ صرف اس ملک کے دشمن ہیں۔ بلکہ ساری انسانیت کے دشمن ہیں۔ ان جیسا ظالم اور مجرم اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کسی صورت میں بھی ہم ہرگز ایسے اشخاص کی حمایت نہیں کریں گے۔ تو قانون اور عدالت کی تحقیقات میں ہم دخل انداز نہیں ہو سکتے۔ اب یہ معاملہ عدالت میں ہے میں یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی فیصلہ دیاں ہوا وہ ملک کے مفاد میں ہوگا۔ باقی سفناختی کارڈوں کا مسئلہ ہے کہ پشتونوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایسی بات کا کہنا بھی زیادتی ہے میں نے سفناختی کارڈوں پر خود دستخط کئے ہیں۔ میں اس ملک کا شہری ہونے کی حیثیت جانتا ہوں کہ شریف آدمی ہے شریف شہری ہے۔ جب ایسی صورت ہوگی تو میں اس کے سفناختی کارڈ پر دستخط کروں گا۔ ہاں یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ باہر سے یعنی افغانوں سے اگر کوئی لوگ آئیں گے تو ان کی نسبت تحقیقات تو ضروری ہوگی کہ یہ افغان ہے یا پاکستانی ہے پاکستان کا باشندہ ہے یا افغانستان کا ہے۔ اس چیز پر ہیں آپ ضرور تعلق کروں گا۔ کہ بہت دفعہ ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ سرکاری انسان اپنا وقت بچانے کے لئے دلچسپی کم لیتے ہیں۔ جو کہ نہیں ہونا چاہیے۔ اہل وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی گزارش کروں گا۔ کہ وہ دیکھیں کہ کسی شخص کو نامائز کلیم نہ ہو۔ کسی کو نامائز طور پر وقت کا سامنا نہ کرنا پڑے اب میں سمجھتا ہوں کہ جو پاکستان کا شہری ہے اسے سفناختی کارڈ ملنا چاہیے آپ یقین رکھیں تسلی رکھیں۔ باقی پوسٹل کا مسئلہ ہے تو اسی۔

Floor of the House سے بتایا گیا کہ ظریف پوسٹل سے ہم لکھے اور جو Students

نہیں ہیں وہ بھی اسی میں رہ رہے ہیں تو پولیس کو تو تلاش ہی سے معلوم ہو سکتا ہے دوسرے آدمی بھی آکر وہاں رہنا شروع کر دیں تو پولیس کو شک تو ضرور ہو جاتا اور پھر وہ وہاں

جا کر تحقیقات کرتے ہیں۔ ہمیں کسی قسم کی کسی سے ذاتی دشمنی نہیں دوسرے سیاسی لوگوں پر بھی
 - چہرہ کیا جاسکتا ہے کوئٹہ میں جو فائرنگ ہوئی انڈھا دھڑاتنے بچے مارے گئے۔ بس پلہ
 میں آپ نے دیکھا وہاں معام کا نقل عام کیا گیا ہیں پوچھتا ہوں کہ کیا یہی سیاست ہے
 فوج جو ریل پٹ کی حفاظت کرتی ہے ان کو بے گناہ مارا جاتا ہے کیا یہی سیاست ہے
 کیا وہ انسان نہیں ہیں کیا ان کی اولاد نہیں ہے تو جہاں بھی کوئی شک ہو گا کہ کوئی
 آدمی قتل کرنے والا ہے کوئی دہشت پسند ہے۔ تو اس کے لئے ضرور تحقیقات
 ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ظریف ہوسٹل ایسی جگہ نہیں جیسے چھوڑ دیا جائے۔ میں سمجھتا
 ہوں ایک دفعہ جہاں سے بم چلتا ہے۔ تو خطرہ ہو سکتا ہے کہ وہاں اور بھی بم ہوں گے
 تو ظریف ہوسٹل میں جا کر دیکھا گیا کہ یہاں کوئی بم نہ ہوں۔ باقی مریخ، سٹیٹیکل علاقوں
 کی نسبت کہا گیا۔ وہاں فوجیوں کو ملا گیا وہاں کے لوگوں نے مارا جو گشت پر نکلا۔ اس پرائزنگ
 کی۔ یہ لوگ خان ملا گیا پھر Return Firing ہوا ان سب باتوں کا آپ کو علم ہے
 آپ کو معلوم ہے کہ ان فوج والوں پر فائرنگ کی گئی بس پر بھی فائرنگ کی وہ فوج
 والے اس ملک کی حفاظت کرتے تھے تو قانون کی بلا دستی ہر صورت میں برقرار رکھی جا
 گی۔ اور ایسی چیزوں کو ہم کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ آپ کے پاس
 اسپلی ہے قانون ہے ایوان ہے پلیٹ فارم ہے اس کے علاوہ جو کچھ آپ کہیں گے
 یقیناً جو کارروائی ممکن ہو سکی اور جو وسائل ہوں گے وہ حکومت استعمال کرے گی۔

جناب والا! آخراً یہ عرض کر دیں گا کہ میں نے زیادہ وقت لیا ہے۔ اب قائد ایوان
 اس مسئلہ پر بولیں گے۔ میں آپ سب کا شکریہ گزار ہوں کہ آپ نے مجھے سنا اور میں اسی تحریک
 التوا کی تائید نہیں کرتا۔

قائد ایوان

جناب والا! مجھے بڑا افسوس ہے کہ جس مقصد کے لئے یہ تحریک پیش کی گئی تھی اور جس اصحاب
 کو خوش کرنا مطلوب تھا وہ حضرات اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں۔
 جناب والا! پولیس کا ایک ناخوشگوار قسم کا معاملہ ہوتا ہے اور اسے امن وامان
 برقرار رکھنے کے لئے کبھی کبھی ایسی باتیں کرنی پڑتی ہیں۔ جناب والا جیسے کہ میرے عزیز

دوست اور معزز رکن کو علم ہے کہ جمہوریت کو کس طرح سے بگاڑا گیا اور ایوان کے ہر معزز رکن کو معلوم ہے۔ بلوچستان کے عوام کو معلوم ہے کہ ہمارے ایک بہتر ہی عزیز رکن۔ قوم کے مخلص بلوچستان کی جتنی خدمت انہوں نے کی، وہ خرد میں جانتے ہیں کہ ان جمہوریت کا نام لینے والوں نے جن کو جمہوریت کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں ہے جو اس ملک میں صرف انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور ملک میں معصوم لوگوں کا خون بہانا چاہتے ہیں۔ ان کا خون بھی ان ہی افراد میں سے ایک کے ہاتھوں سے پورا ایک طرف تو یہ گلہ کیا جاتا ہے کہ حکومت امن قائم نہیں کرتی ہے اور پولیس مفیوں ہو کر رہ گئی ہے اور بے دست دپا بن چکی ہے اور دوسری طرف ایسے افراد کا جو ان کاموں میں شریک پائے جاتے ہیں۔ اور جب پولیس صحیح طور پر کھڑی ہے اور یہ افراد سامنے آہلتے ہیں اور جب وہ اقرار جرم کرتے ہیں تو پھر دادیلا ہوتی ہے۔ فریاد ہوتی ہے کہ نائے ظلم ہوا ہے نائے ظلم ہوا ہے۔ ہیں اس معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں۔ معزز رکن کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس حکومت کی قطعاً یہ منشا نہیں ہے۔ اور قطعاً ایسا نہیں ہوگا۔ کہ کسی پر زیادتی کی جائے۔ کسی پر سختی کی جائے البتہ اگر ہمیں سختی کرنی پڑے گی۔ تو ضرور اس ملک کی سالمیت اور بقا کے لئے کرنی پڑے گی۔ مہراں کے تحفظ کے لئے۔ بلوچستان کے عوام کے جان و مال کی خاطر ہمیں سختی کرنا ہوگی۔ تو ایسی چیزیں ہو جاتی ہیں۔ اب چونکہ وقت نہیں ہے۔ ورنہ میں تفصیلاً عرض کرتا۔ کہ اس بلوچستان میں جمہوریت پسندوں نے کیا کیا گل کھلائے۔ یہاں کیا کچھ نہیں ہوا؟ وہ کس طرح بلوچستان کے عوام کے جذبات سے کھیلے ہیں۔ ان کی جان و مال کو نقصان پہنچایا ہے۔ جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ کورٹ ریویو سیشن پر آئیٹل ٹینگر پر جو بم پھینکا گیا۔ اس کا مقصد کیا تھا۔ میں اپنے معزز رکن بگو چھا چاہتا ہوں کہ خدا خواستہ۔ خدا خواستہ اگر آگ لگ جاتی۔ اور مزید دھماکے ہو جاتے تو ہیں سمجھا ہوں کہ کم از کم آدھا کورٹ جیل جاتا۔ آپ جانتے ہیں کہ ان میں کتنی عزیز، کتنی قیمتی جانیں ضائع ہو جائیں۔ ان میں مدبر ہونے۔ ان میں سیاست دان ہونے۔ ان میں ہمارے سامنے اور نہ جانے کون کون ہونے۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں۔ کیا لوگ یہ چاہتے ہیں کہ یہ عناصر صرف اپنے غلط مقصد کے لئے۔ ان

کارڈا بیول میں طوٹ رہی ہیں؟

جناب والا! جب یہ افراد اپنے غلط طریق کار میں کامیاب نہیں ہوتے تو پھر دوسرا طریق کار اختیار کرتے ہیں۔ انہوں نے بلوچوں کو استعمال کیا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ طریقہ کار بدل دیا۔ اور ہمارے معصوم طلباء کو لالچ دے کر افغانستان بھیج دیا۔ کیا اس سے کوئی انکار کر سکتا ہے کہ انہیں نہیں بھیجا گیا؟ کیا وہ اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ انہیں افغانستان نہیں بھیجا گیا۔ اور جب وہ وہاں سے تربیت حاصل کر کے واپس لوٹے تو ہماری مقدار میں اسلحہ لائے۔ جن میں بارود، کارٹریج سٹین گنیں بھی شامل بلکہ مارگنز لائے (آڈن مشرم)

کیا اس پر حکومت تماش بن بن کر بیٹھی رہے۔ کیا اس کا سوابد کرنا حکومت کا فریضہ نہیں ہے؟ اور بلوچوں پر ہاتھ دھرے پیٹھ کر ان کا تماش کرتی رہے کہ وہ غلط افراد جو افغانستان کے بل بوتے پر اس خطا کو کھدبنا نا چاہتے ہیں اس ملک میں انتشار پھیلانا چاہتے ہیں۔ اور اس طریقے سے اس ملک میں اپنے غلط اقتدار کو لانا چاہتے ہیں۔ کیا ہم خاموش تماش بن بن کر بیٹھے جناب والا! یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے۔ وہ افراد پکڑے گئے۔ وہ اسلحہ پکڑا گیا۔ بارود پکڑا گیا اور ان لوگوں نے اقبال جرم بھی کر لیا۔ اب جناب! بجائے ہم ان کے جہنوں نے اس کام کو پورا کرنے کے لئے محنت کی ہے۔ اور اس ملک کو بچایا ہے۔ اور آپ کی قیمتی جانیں بچائی ہیں۔ اس کے لئے تو چاہیے تھا۔ یہاں پر ایک ایسی قرارداد آئی ایسی تجویز آئی چاہیے تھی کہ ہم اس پر ان کو خزانہ تحلیں پیش کرتے کہ انہوں نے اس بھیانگ اور نازک موقع پر ایسی چیز کا سراغ لگایا۔ صرف یہاں کا ہتہ نہیں لگایا بلکہ بیرونی ملک افغانستان کا سراغ لگایا۔ جس کے بل بوتے پر ان کے صدر۔ ولی خان کے داماد۔ اجمل خٹک نے تربیت دیکر بھیجا ہے۔ تاکہ وہ بلوچستان اور پاکستان کے علاقے کے اندر اس قسم کے دھماکے کریں (آڈن - ان کو پکڑیں)

میں یہ نہیں کہتا کہ پولیس کی کارکردگی بالکل مباری ہو چکی ہے لیکن جناب والا! قانون سے بالاتر کوئی بھی نہیں ہے۔ حالانکہ اس اسمبلی میں ایسی ترکیب التوا نہیں پیش ہونی چاہیے تھی۔ یہاں پر بحث و مباحثہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ چونکہ یہ عدلیت

کے خلاف ہے۔ کیونکہ سمجھتے ہیں کہ قانون کی بلا دستی ہونی چاہیے۔ عدالتوں کی بلا دستی ہونی چاہیے جبکہ یہاں پر کیا گیا ہے۔ کہ یہ معاملہ عدالت میں پیش ہو چکا ہے۔ عدالت میں درخواست گزری جا چکی ہے۔ اور عدالت اس درخواست کو منظور کر چکی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ایران میں ایسا بحث و مباحثہ کھلے طور پر توہین عدالت کے مترادف ہے۔

جناب والا! اگر جو کچھ میں یہاں پر اس سلسلہ میں کہوں گا۔ چونکہ جناب نے اس تحریک پر بحث کی اجازت دی ہوئی ہے۔ لہذا محرک نے جو تحریک پیش کی ہے اس پر میں جو کچھ بھی کہوں گا اس لئے مجھ پر توہین عدالت کا الزام عائد نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ یہاں پر اس معاملہ میں بحث برائے بحث کی گئی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ بہت سے اعتراضات کا جواب دوں گا۔

(مداخلت)

تحریک التواء تو ایک ہے مگر اس میں بہت سے مصنون شامل کر دئے گئے ہیں۔ اس میں سیاست، جمہوریت، اور دہشت گردی کو شامل کر دیا گئے۔ اور بہت سے الزامات کو شامل کر دیا گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ پولیس کی دوسری Agency نے نلزموں کو مارا پٹا ہے اور تحریک کا مقصد ہی تھا تو میں اس الزام کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس تک غلط کاری کا تعلق ہے۔ میں پہلے ہی بدنام یہاں عرض کر چکا ہوں اور پھر دہراتا ہوں کہ حکومت انصاف کے لئے آئی ہے۔ یہ حکومت اپنے آپ کو عوامی حکومت سمجھتی ہے اور عوام کو اپنا سمجھتی ہے۔ قطعاً آپ کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ہم اپنے عوام کو بلاوجہ۔ تکلیف میں مبتلا کرنا چاہیں گے۔ اور ان پر سختی روا رکھی جائے۔ اس معاملہ پر میں نے جہاں تک تھوڑی بہت تحقیق کی ہے اور مجھے معلوم ہوا تو جس طریقے سے اس معاملہ کو تحریک میں پیش کیا گیا ہے۔ اور اسے جیسے رنگ دیا گیا ہے۔ دراصل معاملہ ایسے نہیں ہے۔ بالکل وہی بات ہے کہ کھودا پہاڑ تو نکلا چوڑا۔

(تفہیم)

مقصود تو صرف یہی ہونا ہے۔ یہاں ہمیشہ تحقیقات ہوا کرتی ہیں۔ تفتیشیں بھی ہوا کرتی ہیں۔ تو پھر ایسے بھی لوگ ہیں جو داویلا بھی کرنا شروع کر دیتے ہیں اپنے بھائی کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی غلط طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔ تو میں اس کی پوری تحقیقات کرونگا

یہ معاملہ یہاں پیش کرنے سے پہلے یہ ضروری تھا کہ محمود صاحب مجھے اس کے بارے میں بتاتے۔ ویسے بھی گہرت سی باتوں کے لئے ہمارے پاس آتے رہتے ہیں۔ اور ہم ان کے مشا اور احکامات کی تکمیل کرتے رہتے ہیں۔ اگر یہ کام بہت ہی عوامی اہمیت کا حامل تھا۔ تو وہ ہمارے پاس آتے اور عوام کی بہتری کا کام تھا۔ تو کوئی وجہ نہ تھی کہ ہم اس معزز ممبر کو کہتے چلے جاؤ کہ ہم آپ کی بات نہیں سنتے اور ہم اس پر پوری توجہ دیتے۔ یہ چیز ہماری توجہ میں لے آتے اور بتلاتے کہ پولیس کے اندر ایسا واقعہ ہو گیا ہے تو ہم مکمل تحقیقات کرتے۔ جناب والا یہاں پر حلوے کے متعلق بات ہوئی ہے۔

(تہفہ آواز حلوہ)

کہ اس میں ذہر دیا گیا ہے۔ یہ ایوان خود اذازہ لگائے کہ حکومت یا پولیس کا ذہر دینے سے کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جن افراد کی پشت پناہی کا مقصد ہو تو ان افراد کی طرف سے یہ بھیجا گیا ہو۔ پولیس کے متعلق میں کم از کم یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ غلط افراد کو تحفظ نہیں دے سکتی۔ جو ملک اور قوم کے دشمن ہوں۔ مگر بعض ایسی چھوٹی چھوٹی چیز بھی ہوا کرتی ہے جن کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر یہ ضرور کہوں گا کہ جو ملک اور سماج دشمن عناصر ہیں ان کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں کی جائے گی اور میں آپ کو یہ بتاؤں کہ آپ کے صوبہ کی جو پولیس بالکل بے دست و پا بن چکی تھی۔ آج وہ اس منزل تک پہنچ چکی ہے کہ وہ ملک کے دشمنوں کا صحیح طور پر مواخذہ کر سکتی ہے اور کر رہی ہے میں آپ کو بتاؤں جب وہ کچھ نہ کرتی تھی تو اس کو بڑا اچھا کہا جاتا تھا اور اس وقت ایسے گیت گائے جاتے تھے کہ

مسٹر اسپیکر۔

جام صاحب بحث کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میرے پاس گورنر کے احکامات ہیں جو ہیں ایوان کے سامنے پڑھنا ہوں

In pursuance of the powers conferred on me by Clause (b) of Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Ahmed Yar Khan Baluch, Governor of Baluchistan,

hereby prorogue the Provincial Assembly of Baluchistan with effect from the afternoon of the 9th of December, 1974.

AHMED YAR KHAN BALUCH

Governor of Baluchistan.

Dated Quetta the 9th December, 1974.

اس لئے اس اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔
(ایران کی کارروائی ڈھائی بجے بعد دوپہر غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گی۔)
